ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر نگرانی سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۹ جنوری ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

ہدیہ چار آنے

هفت روزه خدام الدین لاہور

جلد ۵ جمعۃ المبارک مورخہ ۳۰ رجب المرجب ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۹ جنوری ۱۹۶۰ء شمارہ ۳۸

نظامِ تعلیم میں اہم تبدیلیاں

ہمارے ملک میں اس وقت جو نظامِ تعلیم رائج ہے۔ وہ انگریز کا جاری کردہ ہے۔ انگریز چونکہ غیر ملکی تھا۔ اس لیے اس کو ضرورت نہ تھی کہ ہمارے بچوں کو ایسی تعلیم دیتا جو انکی ذاتی صلاحیتوں کو اجاگر کرتی اور ان میں قومی کردار پیدا کرتی وہ تو چاہتا تھا کہ اسکی حکومت کی مشینری کو چلانے کے لئے کل پرزے تیار کیے جائیں۔ اس فرسودہ نظامِ تعلیم نے یہ مقصد جس خوبی سے پورا کیا۔ اس سے کوئی تعلیم یافتہ پاکستانی بے خبر نہیں ہے۔

آزادی کے بعد چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ موجودہ نظام کو بدل کر یہاں ایک ایسا نظامِ تعلیم رائج کیا جاتا جو ہمارے قومی تقاضوں کو پورا کر سکتا۔ لیکن ہماری بدقسمتی سے یہاں گیارہ سال تک ایسے لوگ برسرِ اقتدار رہے جن کو ہر وقت اپنی کرسیوں کی فکر دامنگیر رہتی تھی۔ ملک و قوم کی فلاح و بہبود ان کے پیشِ نظر نہ تھی۔

ہمارے ملک میں ۸ر اکتوبر ۱۹۵۸ء کو فوجی انقلاب برپا ہوا۔ اس کے چند روز بعد موجودہ انقلابی حکومت برسرِ اقتدار آئی۔ اس نے برسرِ اقتدار آتے ہی ملک میں اصلاحات نافذ کرنے کے لیئے کئی کمیشن قائم کر دیئے۔ ان میں سے ایک تعلیمی کمیشن بھی تھا جو دسمبر ۱۹۵۸ء میں قائم کیا گیا۔ یہ صدر سمیت دس ارکان پر مشتمل تھا۔ کمیشن نے ۲۴۰ سوالات پر مشتمل ایک جامع سوالنامہ جاری کیا۔ اس نے ملک کے دونوں حصوں کا دورہ کیا۔ لوگوں سے ملاقاتیں کیں اور تعلیمی اداروں کا معائنہ کیا اس نے تقریباً ۹ ماہ میں اپنا کام ختم کر کے ۲۶ر اگست ۱۹۵۹ء کو اپنی رپورٹ صدر مملکت کی خدمت میں پیش کر دی۔ یہ رپورٹ ۳۵۰ صفحات اور ۲۷ ابواب پر مشتمل ہے۔ اس پر غور و خوض کرنے کے لئے صدر محترم نے اپنی کابینہ کی ایک کمیٹی مقرر کر دی۔ اس کمیٹی نے دونوں صوبائی گورنروں کی معیت میں رپورٹ پر تقریباً چار ماہ تک غور و خوض کیا۔ اسی عرصہ میں رپورٹ کو صیغۂ راز میں رکھا گیا۔ لیکن اس کا ذکر گاہے بگاہے صدر محترم وزیر تعلیم اور بعض بڑے بڑے افسروں کی تقریروں میں آتا رہتا تھا۔ اب اس رپورٹ کو شائع کر دیا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی حکومت کے فیصلہ جات کا بھی اعلان کر دیا گیا ہے۔

مرکزی کابینہ نے اپنی قرارداد میں پاکستان کے تعلیمی مسائل کے بارے میں ایک جامع اور حقیقت پسندانہ رپورٹ مرتب کرنے پر تعلیمی کمیشن کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اگرچہ کمیشن کی بعض سفارشات سے ہم متفق نہیں ہیں۔ لیکن اس اختلاف کے باوجود حکومت کی اس قرارداد کی تائید نہ کرنا کمیشن کے ساتھ نا انصافی ہوگی اس لئے ہم اس قرارداد کی پُر زور تائید کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں حکومت اور کمیشن دونوں مبارکباد کے مستحق ہیں۔

تعلیمی کمیشن کی سفارشات پر حکومت نے جو فیصلہ جات صادر کیئے ہیں۔ ہماری نظر میں سب سے زیادہ اہم وہ فیصلہ ہے۔ جسکی رو سے آٹھویں جماعت تک مذہبی تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ ہماری رائے میں مذہبی تعلیم کو بی اے تک لازمی کرنا چاہیئے تھا۔ اسے آٹھویں جماعت تک محدود کر دینا اس سے ناانصافی ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت اسلامی تعلیمات کا ایک انسٹی ٹیوٹ قائم کرے گی۔ مذہبی تعلیم کی اہمیت کے بارے میں ہم اپنے خیالات کا اظہار کئی بار کر چکے ہیں۔ ہماری رائے میں مذہب ہی انسان کو صحیح معنوں میں انسان بناتا ہے مذہب سے ناآشنا انسان سب کچھ ہوگا۔ مگر انسان نہ ہوگا۔ ہمیں یقین ہے کہ مذہبی تعلیم سے آراستہ ہو کر ہماری آئندہ نسل بلند کردار کی حامل ہو گی۔ جس سے ہمارے ملک کی شہرت کو چار چاند لگ جائیں گے۔ اس سلسلہ میں ہم یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس وقت قومی اداروں کے زیر اہتمام جتنے اسکول اور کالج چل رہے ہیں۔ ان سب میں بظاہر مذہبی تعلیم لازمی ہے۔ لیکن مذہبی تعلیم کا جو مذاق ان اسکولوں اور کالجوں میں اڑایا جا رہا ہے۔ وہ بیحد افسوسناک ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ مذہبی تعلیم کے متعلق اپنے فیصلہ کو اس مذاق سے بچانے کے لئے پہلے ہی مناسب تدابیر اختیار کرے۔

حکومت کا دوسرا اہم فیصلہ اسکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں فوجی تربیت کے متعلق ہے اس مقصد کے لئے حکومت نیشنل کیڈٹ کور قائم کرے گی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اور ان سے لڑنے کیلئے جو کچھ (سپاہیانہ) قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے جمع کر سکو۔ سو تیار رکھو"۔ اس ارشاد خداوندی کے ماتحت فوجی تربیت حاصل کرنا ہر عاقل بالغ مسلمان مرد کے لئے فرض ہے۔ انگریز کے دورِ حکومت میں تو مسلمان اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کرنے سے معذور تھا۔ تقسیم کے بعد حکومت پاکستان کا فرض تھا کہ وہ ہر نوجوان کو عسکری تربیت دیتی لیکن سابقہ حکومتوں نے بارہ سال تک اس فرض کی ادائیگی میں تغافل برتا۔ الحمد للہ ہماری موجودہ حکومت کو اللہ تعالیٰ نے جلد ہی اس کوتاہی کا احساس عطا فرمایا اور اس کی تلافی کی بھی توفیق مرحمت فرمائی۔

آخر میں ہم تعلیمی کمیشن کی سفارشات اور حکومت کے فیصلہ جات کا ایک بار پھر خیر مقدم کرتے ہوئے حکومت سے [illegible] کرتے ہیں کہ وہ جلد از جلد اپنے فیصلہ جات کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے +

حضرت مولانا احمد علی صاحب

اتوار۔ مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۶۰ء کی صبح کو ہسپتال سے گھر تشریف لے آئے تھے۔ خیال تھا کہ شائد ہسپتال سے تشریف لانے کے بعد آپ اپنے معمولات میں مصروف ہو سکیں گے اس لئے گزشتہ شمارہ میں یہی اعلان کر دیا گیا تھا۔ جسکے غلط ہو جانے کا ہمیں بیحد افسوس ہے۔ گھر تشریف لانیکے بعد انتہائی کمزوری کے باعث اور ڈاکٹروں کے مشورہ کے پیشِ نظر آپ چند روز تک مسجد میں بھی تشریف نہ لا سکے۔ الحمد للہ مورخہ ۲۲ر جنوری ۱۹۶۰ء کو نماز جمعہ آپ نے مسجد میں ادا فرمائی۔ نہ تقریر فرما سکے اور نہ نماز جمعہ پڑھا سکے۔ البتہ خدام کو زیارت اور مصافحہ کا موقعہ مل گیا۔ چونکہ ابھی تک آپ کی طبیعت بہت کمزور ہے اس لیے شاید چند روز اور نہ درس قرآن دے سکیں اور نہ خطبہ جمعہ

باقی صفحہ

ہفت روزہ — لاہور

خدام الدین

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
٦٧٥٤٥

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۱ | ۲۷ر شوال المکرم ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۸ر فروری ۱۹۶۶ء | شمارہ ۴۰

خاموشی چہ معنی دارد؟

آل انڈیا کانگریس کی ”سبجیکٹس کمیٹی“ نے جے پور میں ایک طویل بحث و تمحیص کے بعد ”اعلانِ تاشقند“ کی توثیق کر دی ہے۔ لیکن مباحثے کے دوران ہندوستان کے اربابِ اقتدار اور ممتاز کانگریسی رہنماؤں نے زہر میں بجھی ہوئی جو تقریریں کی ہیں۔ وہ پاکستان کے لئے غور و فکر کی ایک دعوت اور کھلا ہوا چیلنج ہیں۔ ہندوستان کے وزیر خارجہ سردار سورن سنگھ، نائب وزیر ریلوے مسٹر بھاگ سنگھ اور خود قرارداد کے محرک وزیر دفاع مسٹر یشونت راؤ چاون نے اعلانِ تاشقند کی روح کے منافی تقریریں کی ہیں — اخباری اطلاعات کے مطابق کمیٹی کے تمام ارکان نے تقریباً یہی راگ الاپا ہے کہ کشمیر بھارت کا ”اٹوٹ انگ“ ہے اعلانِ ”تاشقند“ سے کشمیر کے متعلق بھارت کے مؤقف میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور پاکستان کے خلاف جنگ کی تیاریاں برابر جاری رکھی جائیں گی۔ وزیر دفاع چاون نے تو یہاں تک دھمکی دے دی ہے کہ اگر پاکستان نے وادیٔ کشمیر میں ”گوریلا دستے“ دوبارہ بھیجے۔ اور مجاہدین نے سر اٹھایا تو پاکستان کے خلاف پھر جنگ شروع کر دی جائے گی — بھارت کی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی کے متعلق بعض لوگوں کا خیال تھا کہ وہ نرم روی کا انداز اور صلح کن رویّہ اختیار کریں گی۔ لیکن انہوں نے بھی کمیٹی کو خطاب کرتے ہوئے یہی کہا ہے کہ اعلانِ تاشقند سے کشمیر کے متعلق بھارتی حکومت کی پالیسی میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی کشمیر بدستور بھارت کا ”اٹوٹ انگ“ ہے اور اس بارے میں کسی کو غلط فہمی میں نہیں رہنا چاہئے مزید برآں انہوں نے پاکستان کو ایک اور ڈنک مارا ہے کہ اعلانِ تاشقند درحقیقت جنگ نہ کرنے کے معاہدے کا دوسرا نام ہے۔ بالفاظ دیگر شریمتی جی نے اس سلسلے میں اپنی برتری کا اعتراف کرانے کی کوشش کی ہے اور یہ باور کرانا چاہا ہے کہ مرحوم لیاقت علی خاں صاحب سے لے کر صدر محمد ایوب خاں کے عہد تک جو بات بھارت پاکستان سے نہیں منوا سکا تھا وہ آنجہانی شاستری نے ”تاشقند“ کی میز پر منوالی ہے۔ علاوہ ازیں مسٹر چاون اور مسٹر مرارجی ڈیسائی نے پوری شد و مد کے ساتھ کمیٹی کو یقین دلایا ہے کہ کشمیر کے متعلق پاکستان سے کوئی سودا بازی نہیں کی جا سکتی۔ یہ بھارت کا جزو لاینفک ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ پھر انہوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یہاں تک دعوےٰ کیا ہے کہ پاکستانی لیڈروں نے اعلان ”تاشقند“ کی جو غلط تاویلات کی ہیں وہ اعلان کی روح کے قطعی منافی ہیں — پاکستانی لیڈروں کا یہ کہنا کہ اعلانِ تاشقند مسئلہ کشمیر کے حل کی طرف ایک قدم اور اس قضیئے سے عہدہ برآ ہونے کی ایک صورت ہے محض بے بنیاد ہے۔ اعلانِ ”تاشقند“ کا مقصد صرف اتنا ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان اس سرد جنگ کو روک دیا جائے جس کے نتیجہ میں کشت و خون کا بازار گرم ہوا تھا۔

ظاہر ہے ان تمام تقاریر سے بھارتی اربابِ اختیار کے طریقِ فکر و عمل اور ہندوستانی سیاست کے رُخ کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ کیا ان تمام تقاریر اور مسٹر چاون کی دھمکی کا یہی مقصد نہیں کہ کشمیر کے مسئلہ کو سرد خانے میں ڈال دیا جائے۔ بھارت اس خطۂ جنت نظیر کو شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر جائے اور پاکستان اس بارے میں زبان تک نہ کھولے؟

آخر اس کے علاوہ بھارتی رہنماؤں کے بیانات کا کوئی دوسرا مطلب نکالا جا سکتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو حکومت پاکستان کو اس کا فوری نوٹس لینا چاہئے اور روسی وزیر اعظم کو ہندوستانی رہنماؤں کی ان اشتعال انگیزیوں کی طرف جلد از جلد متوجہ کرنا چاہئے۔

ہمارا مؤقف بالکل صاف اور واضح ہے کہ مسئلہ کشمیر کے سوا ہندوستان سے ہمارا کوئی بنیادی اختلاف نہیں۔ ہم کشمیر کے سوال کو حق خود ارادیت کی بنیاد پر اور انصاف و صداقت کی روشنی میں پُرامن ذرائع سے طے کرنا چاہتے ہیں۔ اعلانِ ”تاشقند“ حکومت پاکستان کے نزدیک کشمیر کے منصفانہ اور آبرومندانہ فیصلے کا ایک ذریعہ ہے۔ اور وہ کشادہ دلی کے ساتھ اس کی پابندی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

چنانچہ جہاں تک حقائق کا تعلق ہے ہم دعوےٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ حکومت پاکستان کے کسی ذمہ دار فرد نے اب تک ایک بھی ایسا لفظ زبان سے نہیں نکالا جسے ہندوستانی رہنما اعلانِ تاشقند کی روح کے منافی قرار دے سکیں — البتہ پاکستانی عوام کا معاملہ مختلف ہے۔ وہ بھارت کے سابقہ طرزِ عمل کی روشنی میں اعلانِ ”تاشقند“ کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور بھارتی حکومت اور رہنماؤں کے موجودہ اندازِ فکر و عمل کے پیشِ نظر اُن کے شک کو مزید تقویت ہو رہی ہے۔ وہ یہ یقین رکھنے پر مجبور ہیں کہ بھارت کشمیر کے سوال کو معلق رکھنا چاہتا ہے۔ اور ”اعلانِ تاشقند“ کو وہ اپنی مقصد براری کے لئے استعمال کرے گا۔

پس اس مرحلے پر ہماری حکومت کا فرض ہے کہ وہ عوام کی بیقراری دور کرنے کے لئے واشگاف الفاظ میں اس اعلان کا اعادہ کرے کہ پاکستان نے اعلانِ ”تاشقند“ کو کشمیر کے بنیادی اختلاف کے باعزت فیصلے کا ایک ذریعہ سمجھ کر صاف دلی سے منظور کیا ہے اور اُسی وقت تک اس کی پابندی کی جائے گی جب تک پاکستان کی آزادی و وقار اور کشمیریوں کے حق خود ارادیت پر حرف نہ آئے۔

اس اعلان کے ساتھ ساتھ ہماری حکومت کو روسی حکومت سے بھی اس امر کی وضاحت طلب کرنی چاہئے کہ آخر بھارتی حکمرانوں نے یہ ہٹ دھرمی کیوں اختیار کر رکھی ہے اور اس بارے میں روس کی خاموشی کیا معنی رکھتی ہے؟ اصولاً روس اس بات کا پابند ہے کہ وہ بھارتی حکمرانوں کو اپنے طرزِ عمل پر نظر ثانی کے لئے مجبور کرے — ہمارے نزدیک بھارتی رہنماؤں کا بڑیں ہانکنا اور اس کے برعکس پاکستان کے اربابِ اقتدار اور حکومتِ روس کی خاموشی ”پُر اسرار“ اور معنی خیز ہے۔!

مسلمانوں سے بات؟

”معاہدہ تاشقند“ کے تحت پاکستان اور بھارت کے مابین ٹیلی فون اور تار کا نظام بحال کرنے کا حال ہی میں جو معاہدہ ہوا ہے۔ اس سلسلے میں بھارتی حکام کے رویّے اور طرزِ عمل کی جھلک ملاحظہ کرنے کے لئے پی۔ پی۔ اے (P.P.A) کی یہ خبر خصوصی توجّہ کی محتاج ہے:۔

(باقی صفحہ ٦ پر)



۱۹ر شوال المکرم ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۰ر فروری ۱۹۶۶ء

خود بھی نیک بنیئے اور دوسروں کو بھی نیکی کی دعوت دیجئے!

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ اس نے ہمیں اکٹھے ہو کر اپنے ذکر کی توفیق دی۔ اسلام فرد کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اجتماعی اصلاح بھی کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ دین میں جہاں ہر شخص کو انفرادی طور پر خوفِ خدا، اصلاحِ نفس اور تقویٰ و پرہیزگاری کی تعلیم دی گئی ہے۔ وہیں اکثر عبادات اجتماعی طور پر ادا کرنے کی بھی زبردست تلقین کی گئی ہے۔ نماز باجماعت کے بے شمار فضائل ہیں۔ جمعہ اور عیدین اجتماعی عبادات ہیں۔ حج کے موقع پر روئے زمین کے تمام مسلمان ایک مرکز پر اکٹھے ہو کر مناسک ادا کرتے اور اجتماعیت کا شاندار مظاہرہ کرتے ہیں۔ روزے سال میں ایک ماہ کے لئے تمام امت مسلمہ پر فرض ہیں۔ اور اس طرح روزے کی انفرادی عبادت مہینہ بھر کے لئے ساری امت مسلمہ کے لئے سالانہ اجتماعی پریڈ کی شکل اختیار کر جاتی ہے غرض اسلام نے اجتماعیت کو بڑی اہمیت دی ہے۔ اسی طرح ذکر آپ انفرادی طور پر بھی کر سکتے ہیں۔ اور آپ کو ہر گھڑی ذاکر و شاغل رہنا چاہیئے۔ لیکن یہ اجتماعی ذکر بھی بے شمار فوائد اور اجر و ثواب کا حامل ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی یاد کی اور اپنے ذکر کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

آپ حضرات کو علم ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ مجلس ذکر فرض، واجب یا سنّت نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہم کسی شخص پر اسے لازم قرار دیتے ہیں۔ کوئی شخص اس میں شریک ہو جائے۔ تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ اگر نہ شریک ہو تو ہم اسے مجبور نہیں کرتے۔ لیکن جو انسان بھی اس مجلس ذکر میں محض اللہ کی رضا کے حصول کے لئے شامل ہوتا ہے۔ خالی ہاتھ نہیں لوٹتا بلکہ اللہ کی رحمتوں سے جھولیاں بھر کر واپس ہوتا ہے اکٹھے ہو کر ذکر کرنے میں یہ فائدہ ہے۔ کہ نیکوں کیساتھ بروں کی بھی قبولیت ہو جاتی ہے اور انہیں آئندہ کے لئے نیکی کی توفیق مل جاتی ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ "مجلس ذکر" موقوف کر دی تھی۔ اور اپنی بیماری اور بڑھاپے کا عذر کیا تھا۔ حالانکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مزاج یہ تھا کہ انہوں نے کسی بھی حالت میں درس قرآن کا ناغہ نہیں کیا۔ انہیں بڑی بڑی سخت تکلیفیں آئیں۔ حتیٰ کہ گھر میں اموات بھی ہو گئیں۔ لیکن انہوں نے کبھی درس قرآن کا ناغہ نہیں فرمایا۔ مجلس ذکر کو موقوف کرنے کا ارادہ محض اس لئے ظاہر فرمایا تھا۔ کہ لوگ اس کو فرض یا واجب نہ سمجھنے لگ جائیں۔ اور دوسرے لوگوں کے اشتیاق کا امتحان مقصود تھا۔ وہ جاننا چاہتے تھے کہ لوگ مجلس ذکر میں خوشی خوشی، اپنی مرضی سے اور اللہ کی رضا کی خاطر آتے ہیں۔ یا ویسے ہی آتے ہیں۔ جب لوگوں نے اس کو جاری رکھنے کا اصرار کیا۔ اور اپنے حد سے زیادہ بڑھے ہوئے اشتیاق کا اظہار فرمایا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ مجلس ذکر کرانا شروع کر دی اور خوش ہوئے کہ لوگوں میں یہ جذبہ موجود ہے کہ وہ ثواب سے محروم نہیں رہنا چاہتے اللہ تعالیٰ ہمارے اس جذبے کو قائم و دائم رکھے۔ اور ہمارے بزرگوں کا لگایا ہوا یہ باغ تا ابد پھلتا پھولتا رہے۔ آمین۔

محترم حضرات ہر شخص کو نیکیوں میں دوسروں سے آگے بڑھ جانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور نہ صرف خود نیکیوں میں پیش قدمی کرنی چاہیئے۔ بلکہ دوسروں کو بھی بڑھ چڑھ کر ان میں حصّہ لینے کی ترغیب دینی چاہیئے۔ ہر مسلمان مبلّغ ہے۔ تبلیغ اس کے ذمے فرض ہے۔ یہ امت مبعوث ہی اس لئے ہوئی ہے۔ کہ کارِ نبوت کو سرانجام دے اور فریضۂ تبلیغ ادا کرے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ (پ ۴ س آل عمران آیت ۱۱۰)

ترجمہ۔ تم سب امتوں میں بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو۔ اور برے کاموں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ گویا مسلمان اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسروں کی اصلاح کا بھی ذمہ دار ہے۔ وہ عالم وجود میں بھی اس لئے آیا ہے۔ کہ نیکیوں کو پھیلائے اور برائیوں کو روکے۔ چنانچہ ایک اور جگہ قرآن کریم یوں خطاب کرتا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔

ترجمہ۔ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔

یعنی ہر مسلمان کو لازم ہے۔ کہ وہ اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی دین کی راہ پر لائے سمجھا کر، ڈرا کر، پیار سے، مار سے جس طرح ہو سکے۔ دیندار بنانے کی کوشش کرے۔ اس پر بھی اگر وہ راہ راست پر نہ آئیں تو ان کی کم بختی ہے۔ لیکن مسلمان کو بہر حال اپنا فریضہ انجام دینا چاہیئے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسی لئے مسلمانوں کو دینی تعلیم کی بہت زیادہ ترغیب دیا کرتے تھے۔ تعلیم و تربیّت سے ہی ذہن بنتے ہیں۔ بچپن میں جو ذہن بن جاتا ہے۔ اور بچہ جس ڈگر پہ چل نکلتا ہے۔ وہ آخر وقت تک قائم رہتا ہے۔ یاد رکھیئے جسے دین گھٹی میں ملے گا۔ دینداری اس کی طبیعت ثانیہ بن جائے گی۔ میری آپ سے درخواست ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ دینی مدارس قائم کیجئے۔ گھر گھر اور محلے محلے میں انہیں پھیلا دیجئے۔ تاکہ در و دیوار سے قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں بلند ہوں۔ زیادہ سے زیادہ بچوں کو دینی تعلیم دلوائیے اور انہیں راہِ راست پر لانے کی مقدور بھر کوشش کیجئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بچوں کو مروّجہ تعلیم نہ دلائیں۔ بلکہ ابتداءً انہیں دین پڑھائیے اور اگر آپ مدرسوں میں بچوں کو بھیج چکے ہیں۔ تو ساتھ ساتھ دینی تعلیم و تربیّت کا بھی التزام لازماً کیجئے۔ عوام کا بھی فرض ہے۔ کہ وہ دینی مدارس کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعاون کریں۔ جی کھول کر ان کی مالی امداد کریں تاکہ یہ زیادہ سے زیادہ پھلیں۔ اور پھولیں۔ مدارس دینیہ درحقیقت دین مبین کی چھاؤنیاں ہیں یہ جس قدر ترقی کریں گے۔ دین کی شان و شوکت اور قوت میں اضافہ ہو گا۔ بلاشبہ بعض لوگوں نے دین کے نام پر کاروبار شروع کر رکھا ہے۔ اور ان کی وجہ سے دین اور مدارس اسلامیہ بدنام ہو رہے ہیں۔ لیکن اگر تھوڑی سی تحقیق کر لی جائے۔ تو اچھے اور برے میں آسانی سے امتیاز ہو سکتا ہے۔ صرف بعض کاروباری

(باقی ص ۶ پر)



۲۰ر شوال المکرم ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۱ر فروری ۱۹۶۶ء

اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں صِرف قلبِ سلیم کام آئے گا

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشّیطٰن الرّجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ۙ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ؕ
(پ ۱۹ - الشعرآء - آیت ۸۷ - ۸۸)

ترجمہ: جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دے گی مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آئے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رحمتہ اللہ علیہ

یعنی بھلا چنگا بے روگ دل جو کفر و نفاق اور فاسد عقیدوں سے پاک ہو گا۔ وہی وہاں کام دے گا۔ تیرے مال و اولاد کچھ کام نہ آئیں گے۔ اگر کافر چاہے کہ قیامت میں مال و اولاد فدیہ دے کر جان چھڑا لے تو ممکن نہیں۔ یہاں کے صدقات و خیرات اور نیک اولاد سے بھی کچھ نفع کی توقع اُسی وقت ہے جب اپنا دل کفر کی پلیدی سے پاک ہے۔

حاشیہ شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز

جس دن اموال و اولاد سے قطعاً کوئی مدد نہیں مل سکے گی۔ ہاں احکام الٰہی کی خلاف ورزی سے محفوظ قلب نجات کا باعث ہو گا۔

حاصل

یہ نکلا کہ قیامت کے دن اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں نہ دولت کام آئے گی اور نہ اولاد سے ہی کام چلے گا وہاں صرف "قلبِ سلیم" ہی کام آئیگا۔

قلبِ سلیم! وہ دل ہے جو کفر و شرک، نفاقِ اعتقادی اور دنیوی خرخشوں سے پاک اور آزاد ہو ــــ اُس میں اللہ جل شانہٗ کے سوا کسی کا خیال نہ سمائے ــــ اُسے مطلوب ہو تو اللہ، مقصود ہو تو اللہ اور محبوب ہو تو اللہ ــــ ماسوا اللہ ہر چیز دل سے نکل جائے تو "سالم دل" کہلاتا ہے۔

بزرگانِ محترم! حق تعالےٰ شانہٗ نے مذکورہ بالا آیت میں ہاتھ یا پاؤں، کانوں، آنکھوں یا کسی اور عضو کا نام نہیں لیا صرف دل کا نام لیا ہے، کیونکہ "دل" جسم انسانی میں سب اعضاء کا سردار ہے۔ اسی کی اصلاح پر تمام اعضاء کی اصلاح موقوف ہے اور اسی کے فساد سے تمام اعضاءِ جسمانی میں فساد برپا ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں:-

اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَۃً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔

ترجمہ: تحقیق (انسان کے) جسم میں البتہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ خبردار ــ اور وہ دل ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ وجود کی بھلائی یا برائی کا مدار دل پر ہے اور دل کو سارے جسم میں سب اعضاء سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

حضرت رحمتہ اللہ علیہ

اسی لئے فرمایا کرتے تھے کہ دل بادشاہ، دماغ اس کا وزیر اور اعضاء اس کی فوج ہیں۔ دل میں ایک خیال پیدا ہوتا ہے، دماغ مشورہ دیتا ہے کہ یہ ٹھیک ہے یا غلط؟ ــ اگر دماغ دل کی تائید کر دے تو پھر اعضاء حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ غرض تمام اعضاء دل کے تابع ہیں کیونکہ قوتِ ارادی دل میں پیدا ہوتی ہے۔ ہاتھ پاؤں اور باقی اعضاء میں نہیں ہے۔ اس لئے دل بادشاہ ہے، ہاتھ، پاؤں اور باقی اعضاء اس کی فوج ہیں۔

محترم حضرات! جس طرح ہم ہر چیز سالم چاہتے ہیں۔ بیوی ہو تو سالم، نوکر ہو تو سالم، بیٹا ہو تو سالم، بیٹی ہو تو سالم اور بہو ہو تو سالم۔ اسی طرح حق تعالےٰ سبحانہٗ بھی قلبِ سلیم یعنی سالم دل والے اشخاص کو پسند فرماتے ہیں ــ اگر ہم اندھی، لنگڑی، گونگی اور بہری بیوی پسند نہیں کرتے۔ نوکر کو اس کے اعضاء کی قوت و طاقت دیکھ کر ملازم رکھتے ہیں تاکہ وہ پوری طرح اپنے فرائض بجا لا سکے۔ حتیٰ کہ بیٹی اور بیٹے بھی صحیح و سالم چاہتے ہیں تو اللہ تعالےٰ کو کیوں سالم بندے نہیں چاہئیں ــ؟ آخر وہ کیوں ان بندوں کو پسند کرے جن کے دل گندے، زبانیں غلیظ، آنکھیں ناپاک اور افعال نادرست ہیں؟ ماں باپ ہمیشہ اسی بچے کو پسند کرتے ہیں جو آوارہ گرد نہ ہو، فرمانبردار اور پاکیزہ سیرت ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ شانہٗ بھی اُسی نیک بخت کو قبول فرماتے ہیں جس کا قلب سلیم ہو اور جو پورا فرمانبردار ہو۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو قلبِ سلیم عطا فرمائے آمین!

قلبِ سلیم والے بندے

حق تعالےٰ شانہٗ سورہ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸ میں ارشاد فرماتے ہیں:-

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ ؕ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَھُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ ؕ

ترجمہ: آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ لیا ہے اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے۔

مطلب

یہ ہے کہ یہ ایسے بندے ہیں جن کے دلوں

میں اللہ کے سوا کوئی چیز سماتی ہی نہیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلعم کے مقابلے میں تمام محبتیں اور تعلق ان کے دلوں سے نکال لئے گئے ہیں۔ ایمان اُن کے دلوں میں جما دیا گیا اور پتھر کی لکیر کی طرح ثبت کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں غیبی نور عطا فرماتا ہے جس سے قلب کو ایک معنوی حیات ملتی ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰہِ وَ اَعْطٰی لِلّٰہِ وَ مَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ۔

ترجمہ: جس شخص نے اللہ کے لئے کسی سے دوستی رکھی، اور اللہ ہی کے لئے دشمنی رکھی اور اللہ ہی کے لئے دیا اور اللہ ہی کی رضاء کے لئے ہاتھ روکا پس تحقیق اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔

ظاہر ہے جو شخص اللہ ہی کے لئے اپنے تمام کام سرانجام دے گا، اُسی کے لئے اپنے آپ کو ہر شے سے منقطع کرے گا اور اُسی کی رضاء کو ہر گھڑی اور ہر حال میں پیش نظر رکھے گا خالصتاً اللہ جل شانہٗ کا ہو جائے گا، ماسوا اللہ کے تمام نقوش اُس کے دل سے محو ہو جائیں گے اور وہ مہبطِ انوارِ الٰہی بن جائے گا۔ یہی قلبِ سلیم یا سالم دل ہے جو اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں کام آئے گا — اللہ تعالےٰ ہم سب کو قلبِ سلیم کی نعمت سے بہرہ ور کرے تاکہ یہ آخرت میں ہمارے لئے ذریعۂ نجات بنے — آمین یا الٰہ العالمین!

بقیہ :- شذرہ

"جب پاکستانی افسروں نے نئی دہلی ٹیلی فون پر بات کرنے کی کوشش کی تو بھارت کے ٹیلیفون آپریٹروں نے نہ صرف یہ کہہ کر سلسلۂ گفتگو ملانے سے انکار کر دیا بلکہ انتہائی ترش لہجہ میں کہا۔ "ہم مسلمانوں سے بات کرنا نہیں چاہتے"۔
خبر میں بتایا گیا ہے کہ بھارت کے محکمہ ٹیلیفون کے افسر راولپنڈی سے کسی کال کو ملانے کے لئے تیار نہیں ہیں — مرحلۂ آغاز میں بھارتی حکام نے امرتسر اور نئی دہلی کے لئے چند کالیں ملائیں۔ لیکن دوسرے شہروں سے ٹیلی فون کا سلسلہ قائم کرنے سے انکار کر دیا گیا۔ (۱۲؍فروری)

انسانی اخلاق و کردار کو پامال کرنے اور بین الاقوامی معاہدات کے عدم احترام کے سلسلہ میں بھارتی "بنئے" رذالت و سفلہ پن کا جو مظاہرہ کرتے رہے ہیں اس کے پیش نگاہ یہ خبر بیداں تعجب خیز نہیں ہے۔ اخلاق باختہ اور ذلیل قوم کے افراد سے یہی توقع کی جا سکتی ہے۔

اس کے جواب میں پاکستان کے غیرت مند اور خوددار مسلمان ٹیلی فون آپریٹر اب تک دنیا کی مسلمہ انسانی اخلاقی قدروں کا احترام کر رہے ہیں۔ لیکن ضرورت پڑی تو سبق آموزی کے لئے ایک وقت ایسا آ سکتا ہے کہ پاکستان ہندوؤں کے سفلہ ٹیلی فون آپریٹروں سے یہ کہہ کر گفتگو منقطع کر دے کہ ابھی یہ لوگ مسلم قوم کے عظیم انسانوں سے بات کرنے کے اہل نہیں ہیں

بقیہ : مجلس ذکر

مدارس کی وجہ سے تمام مدارس کو مطعون کرنا۔ مناسب نہیں۔ آخر دوسرے سرکاری وغیر سرکاری مدارس میں بھی تو طرح طرح کی برائیاں ہیں اور ان کی اس برائی کے سامنے تمام برائیاں ہیچ ہیں جو کہ وہ بچوں کو دین سے دور کرتے۔ اور آخرت خراب کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی انہیں بُرا نہیں کہا جاتا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کیجیے۔ دین کی ترویج کو اپنا مشن بنا لیجئے اور جس طرح بن پڑے اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دین کو فروغ دینے کی تگ و دو میں ہمہ تن مصروف ہونا چاہیئے بچوں کو دین سکھائیے۔ دین پڑھائیے، اور دین ہی ان کا، اور اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیے، اسی میں کامیابی اور آخرت میں سرافرازی ہے اور اسی پر معاشرہ کی اصلاح کا دارومدار ہے۔

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں فقط دین ہی پڑھایا اور بحمد اللہ دین ہی کو حرزِ جان بنانے کا علمی درس دیا ہے۔ اللہ ہمیں تادم آخر اس پر قائم رہنے کی توفیق دے۔ آمین۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ بچوں کی تربیت کا اس حد تک خیال رکھا کرتے تھے۔ کہ جب بھی کوئی سائل آتا تو اسے خیرات ہم سے دلوایا کرتے تھے۔ حالانکہ دینی کاموں میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ خرچ کیا، اس میں سے بیشتر کا کسی کو بھی ذرہ برابر علم نہیں ہے۔ گھر والوں اور تعلق والوں تک کو اس کا علم نہ ہونے دیتے ان کے اکثر واقعات سامنے آتے ہیں تو سب کو حیرت ہوتی ہے۔ کہ ان میں کس درجہ اخفا تھا۔ وہ صحیح معنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا کہ ایک ہاتھ سے دو تو دوسرے کو پتہ بھی نہ چلے عملی نمونہ تھے لیکن سائل کو پیسہ دھیلہ ہم سے دلوانا محض تربیت کے لئے تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ ہمیں دین کی راہ میں خرچ کرنا آجائے۔ اور ہمیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت پڑے۔ محض اس تربیت کے لئے خیرات ہم سے دلواتے تھے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی راہ میں خرچ کرنے، دین کی تبلیغ واشاعت کرنے، خود نیک بننے اپنے بیوی بچوں کو نیکی کی راہ پر چلانے اور دوسروں کو بھی نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے روکنے کی توفیق دے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

پیغامِ عمل

خادم
کیتھلی

وقت کا اب یہ تقاضا ہے کہ تدبیر کرو
دوستو! مملکتِ پاک کی تعمیر کرو

پیکرِ فکر کو پہناؤ لباسِ عمل آج
آہ و فریاد کو وابستۂ تاثیر کرو

جنگ کا وقت ہے ہر سانس میں شعلے بھر لو
روزِ پیکار ہے، ہر سانس کو شمشیر کرو

بند آنکھوں سے بھلا خوابِ مسلسل کب تک
کھول کر آنکھ ذرا، خواب کو تعبیر کرو

آج محمودؒ کی تقلید کا وقت آیا ہے
آج پھر بت کدۂ ہند کو تسخیر کرو

جو قلم دیر سے ہاتھوں میں ہیں اُن کو رکھ دو
اپنی تاریخ کو اب خون سے تحریر کرو

گاڑنا ہے تو عَلَم سینۂ "ڈل" میں گاڑ دو
فتح کرنا ہے اگر تم کو تو کشمیر کرو

آؤ اللہ کی اور اُس کی نبیؐ کی جانب
دینِ اسلام کو اب قوم کی تقدیر کرو

عرض خادمؔ ہے کہ قرآن پہ عامل ہو کر
اپنی قوت کو جہاں دار و جہاں گیر کرو

فلسفۂ نماز



مضطر گجراتی

سپہر و ارض میں ہے مختلف جلووں کی ارزانی
یہاں آثار خاکی ہیں، وہاں آثار نُورانی

یہاں نغمے پرندوں کے، ترانے آبشاروں کے
وہاں سیمیں اشارے جگمگاتے چاند تاروں کے

یہاں دریاؤں کے دلکش سفر، جھیلوں کی رعنائی
وہاں مرّیخ کی طلعت گری، زہرہ کی انگڑائی

یہاں شورِ عنادل، فرشِ سبزہ، کیف ویرانہ
وہاں جنّت کا تاروں کی بھرن میں رقصِ مستانہ

یہاں کوہ و دمن، دشت و چمن، شہکارِ صنعت ہیں
وہاں شمس و قمر کی منزلیں پابندِ فطرت ہیں

یہاں ناسُوتیوں کی گفتگو امروز و فردا پر
وہاں لاہوتیوں کا شغل ہو اُوجِ ثریّا پر

یہاں موسم کے ہنگامے، یہاں سامانِ گلپوشی
وہاں جبروت کا عالم، وہاں ممنوع سرگوشی

غرض جو کچھ زمین و آسماں میں جلوہ فرما ہے
خداوندِ زمین و آسماں کی حمد کرتا ہے

ہر اک تعریفِ زیبا ہے فقط اُس ذاتِ یزداں کو
کُل اشیاء پر تصرّف دے دیا ہے جس نے انساں کو

طلب کرتی نہیں ہرگز کسی سے اجر ذات اُسکی
اگرچہ عرش و فرش اُسکے ہیں دن اُس کا ہے رات اُسکی

مگر واجب ہے انساں پر کہ شکر اس کا بجا لائے
اُسے معبود سمجھے اور اُسی سے مانگتا جائے

نماز اظہارِ شکر و بندگی کا اک قرینہ ہے
ہماری جان مکّہ ہے، ہمارا دل مدینہ ہے

نماز اک رُکن بنیادی ہے ارکانِ شریعت میں
بپا ہوتی ہے جس سے سرمدی تنظیم مِلّت میں

نماز اللہ کا فرمان ہے، فرضِ مسلمان ہے
یہ مومن کے لئے سب سے اہم شے بعد ایماں ہے

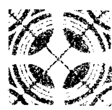
یہ پہلا فرض تھا نازل ہوا جو عرشِ اعظم سے
اسی کی سب سے پہلے ہوگی پرسش ابنِ آدم سے

نماز افضل جہاد اور فی الحقیقت تاجِ مومن ہے
رسول اللہ فرماتے ہیں یہ معراجِ مومن ہے

نماز اوہامِ باطل سے بچا لیتی ہے انساں کو
خدا سے ہمکلامی کا شرف دیتی ہے انساں کو

یہاں صدق و یقیں کیساتھ ہوتا ہے قیام اس کا
وہاں تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ہے کام اس کا

خشوعِ قلب سے سجدہ ادا کرتا ہے جب کوئی
تو مسجودِ حقیقی اُس کی خود کرتا ہے دلجوئی



صلوٰۃ و صوم کا تارک خدا سے دُور رہتا ہے
نظر بے آسرا رہتی ہے، دل رنجور رہتا ہے



ملفوظات و فرمودات حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح

توحید اخلاص اور اولیاء اللہ

ایم عبد الرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ

۱۔ شکوۂ تقدیر و اصلاحِ نفس

تقدیر کے بارے میں اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنا دین اور توحید توکل اور اخلاص سبکی موت ہے۔ قلبِ مومن میں چون و چرا کی گنجائش نہیں وہ تو صرف ہاں کہہ کر اقرار کرتا ہے۔ ہاں نفس کی عادت مخالفت اور نزاع ہے۔ جو شخص اس کی اصلاح چاہتا ہے۔ اسے اتنا مجاہدہ کرنا چاہیے کہ اس کی شرارت سے محفوظ ہوجائے نفس انسانی سراپا شر ہے۔ لیکن مجاہدہ کی وجہ سے مطمئنہ ہو کر خیر مجسّم بن جاتا ہے۔ اور ترک معصیت وعبادت میں مطیع ہوجاتا ہے اس وقت کہا جاتا ہے "اے نفس مطمئنہ! اپنے پروردگار کی جانب لوٹ آ، تو اس سے خوش ہے۔ اور وہ تجھ سے خوش اس وقت اس کی خواہشات درست ہوتی ہیں۔ کیونکہ شر سر زائل ہوجاتا ہے۔ اور مخلوقات سے لگاؤ باقی نہیں رہتا اور حضرت ابراہیمؑ سے صحیح نسبت حاصل ہوتی ہے۔ آپ بالکل بے نفس تھے اور خواہش نفس کے بغیر چلتے پھرتے تھے۔ اور قلب اس قدر مطمئن تھا۔ کہ جب ساری مخلوق نے اپنی امداد پیش کی تو آپنے فرمایا "مجھے تمہاری امداد کی ضرورت نہیں میرے حال کی اس کو خبر ہے پھر کسی سے سوال کی حاجت نہیں۔ یہ شانِ تسلیم ورضا ایسی پسند آئی کہ آگ کو حکم ہوا۔ اے آگ ٹھنڈی ہوجا اور ابراہیمؑ پر سلامتی بن جا"

۲۔ صبر کا پھل

صبر کرنے والوں کے لئے دنیا میں خدا کی بے شمار مدد ہے۔ اور آخرت میں بے انداز نعمت، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور صبر کرنے والوں کو بے حساب اجر دیا جائے گا۔" لوگ خدا کے لئے جو تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔ ان سے وہ بے خبر نہیں ہے۔ گھڑی بھر اس کے لئے صبر کر لو، برسہا برس اس کے لطف و انعام دیکھو گے۔

شجاعت بھی صبر ہی کا نام ہے۔ اور یقیناً اللہ مدد کرنے اور کامیاب بنانے میں صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے اس لئے صبر کرو ہوشیار رہو جاؤ اور اس سے غافل نہ رہو۔ اپنی بیداری کو موت پر نہ اٹھا رکھو، اس وقت تمہارا بیدار ہونا کچھ کام نہ آئے گا۔ خداوند تعالیٰ کا سامنا ہونے سے پہلے تیاری کر لو تنبیہ سے پہلے ہوشیار ہوجاؤ ورنہ پشیمان ہوگے۔ اور اس وقت پشیمانی کچھ کام نہ آئیگی

۳۔ تزکیۂ باطن

اپنے دلوں کی اصلاح کر لو۔ اگر وہ ٹھیک ہوگیا۔ تو تمہارے سارے حالات ٹھیک ہوجائیں گی۔ اسی لئے نبیؐ نے فرمایا ہے" کہ ابن آدم کے اندر گوشت کا ایک ٹکڑہ ہے جب وہ سنور جاتا ہے تو سارا جسم سنور جاتا ہے اور اگر کہیں وہ بگڑ گیا تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے۔ اور وہ دل ہے" تقویٰ، توکل، توحید اور اخلاص اعمال سے قلب کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور ان صفات کے معدوم ہونے سے وہ بگڑ جاتا ہے۔ بدن کے پنجرے میں دل ایک پرندہ ہے یا ڈبیا میں موتی، یا صندوق میں خزانہ، پرند موتی اور خزانہ کا اعتبار ہے پنجرہ، ڈبیا اور صندوق معتبر نہیں، اے اللہ! ہمارے اعضاء کو اطاعت کا شغل اور قلوب کو معرفت عطا فرما اور ہمیں ساری زندگی رات دن اسی میں مشغول رکھ اور ہمیں سلف صالحین میں شامل فرما اور ہمیں بھی وہ سب کچھ عطا فرما، جو انہیں عطا فرمایا اور ہمارا ہو جا، جیسا کہ ان کا ہوگیا تھا۔

۴۔ اللہ کے بندے بنو۔

لوگو! اللہ کے ہوجاؤ جیسے نیک بندے اس کے ہوگئے تھے۔ وہ تمہارا ہو جائے گا۔ جیسے ان کا ہوگیا تھا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ حق تعالیٰ تمہارا ہو جائے تو اس کی اطاعت کرو۔ اس کے لئے صبر کرو اور سارے معاملات میں راضی بہ رضا رہو، بزرگوں نے دنیا ترک کر دی تھی۔ اور جو کچھ لیا تھا۔ تقویٰ و پرہیزگاری کے ہاتھوں لیا، پھر انہوں نے آخرت طلب کی اور اس کی خاطر عمل کئے، اپنے نفس کا کہا نہ مانا اور پروردگار کے حکم پر چلتے رہے۔ پہلے اپنی اصلاح کی، پھر دوسروں کو نصیحت کی۔

۵۔ تزکیۂ نفس

عزیزِ من! دوسروں کو نصیحت کرنے سے پہلے اپنی اصلاح کرو، اپنے نفس کی اصلاح مقدّم سمجھو اور جب تک تمہاری اصلاح کی ضرورت باقی ہے۔ دوسروں کی طرف متوجہ نہ ہو۔ افسوس تم خود ڈوب رہے ہو۔ دوسروں کو کیا بچاؤ گے۔ تو خود اندھا ہے، دوسروں کی کیا رہبری کرے گا، ڈوبنے والے کو ماہر تیراک ہی بچاتا ہے۔ اور اندھے کا ہاتھ بینا پکڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تک لوگوں کو وہی پہنچا سکتا ہے۔ جسے اس کی معرفت حاصل ہو، جو خود ہی اس کو نہیں جانتا وہ اس کا راستہ کیا۔

۶۔ توحید و اخلاص

اگر تجھے خدا سے محبت ہے۔ اور اس کیلئے اخلاص سے عمل کرتا ہے۔ اور صرف اسی سے ڈرتا ہے۔ تو اس کے تصرفات میں اعتراض نہ کر، یہ دل کی باتیں ہیں۔ زبان کی نہیں، یہ خلوت کی چیز ہے۔ محفل کی نہیں۔ اگر توحید دروازے پر ہو اور شرک گھر کے اندر تو یہی نفاق ہے۔ افسوس تیرے لب پر تقویٰ اور قلب میں فسق و فجور، زبان شکر گزار اور دل معترض، اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اے ابن آدم! میری طرف سے بھلائی اترتی ہے اور تیری جانب سے برائی چڑھتی ہے۔ تجھ پر افسوس اس کا بندہ ہونے کا دعویٰ اور غیر کی اطاعت اگر واقعی تو اس کا بندہ ہوتا تو اسی کے لئے دشمنی رکھتا اور اسی کے لئے دوستی، سچا مومن اپنے نفس، شیطان اور اپنی خواہشات کی پیروی نہیں کرتا۔ وہ شیطان کو جانتا ہی نہیں تو پیروی کیا کرے گا؟ وہ دنیا کی پرواہ ہی نہیں کرتا۔ اس کے لئے ذلیل کیا ہوگا۔ وہ دنیا کو ذلیل سمجھتا ہے۔ آخرت کا طالب ہوتا ہے۔ جب وہ مل جاتی ہے تو اس کو چھوڑ کر اپنے سے جا ملتا ہے۔ اور ہمہ وقت صرف اسی کی عبادت کرتا ہے۔ وہ خدائے برتر و بزرگ کا قول سن چکا ہے۔

(ان کو اسی کا حکم ہوا ہے کہ وہ یکسو ہو کر اخلاص کے ساتھ صرف خدا کی عبادت کریں) خدا کے ساتھ مخلوق کو شریک کرنا چھوڑ دے۔ اور خدا کو یکتا جان، اسی نے تمام چیزیں پیدا کیں اور اسی کے اختیار میں سب کچھ ہے، بجز خدا سے مانگنے والے تو بیوقوف ہے۔ کیا ایسی بھی کوئی چیز ہے۔ جو خدا کے خزانہ میں نہ ہو؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے موجود ہیں۔"

۷۔ رضا بہ قضا

میرے عزیز! صبر کر اور راضی بہ رضا ہو کر کشادگی کے انتظار میں عبادت میں مصروف ہو جا اور تقدیر الٰہی کی راہ دیکھ، جب تو ایسا ہوگا تو اس کے لطف و کرم کی اتنی بارش ہوگی۔ کہ تو اس کی طلب و تمنّا بھی نہیں کر سکتا مقدرات کی موافقت کر اور عبد القادر کی بات مان وہ بھی تقدیر کی موافقت کے لئے کوشش کرتا ہے راضی بہ راضی ہونیکی وجہ سے قادر تک پہنچا ہوں۔

دوستو! آؤ ہم سب خدا کے سامنے سرنگوں ہوجائیں۔ تقدیر کے بارے میں اپنے عجز کا اظہار کریں اور اپنے ظاہر و باطن سے اس کے سامنے جھک جائیں۔ اور اس کے رکاب میں چلیں، کیونکہ بادشاہ کی بھیجی ہوئی ہے۔ اسی بادشاہ کی وجہ سے اس کی عزت کرنا چاہیئے۔ جب ہم اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں گے۔ تو وہ ہمیں اپنے ساتھ قادر مطلق کے پاس لے جائے گی وہاں صرف خدا ہی بادشاہت ہے تجھے اس کے علم کے دریا سے پینا اس کے تکرم کے دسترخوان سے کھانا، اس کی محبت

سے مانوس ہونا، اور اس کی رحمت میں چھپنا مبارک یہ ایک بات ہزاروں میں فرد ہے اور تمام کنبوں قبیلوں میں سے کسی ایک کا نصیب ہے۔

۸۔ تقویٰ

عزیز من! تقویٰ اختیار کر، شریعت کی حدود کا خیال رکھ، نفس، شیطان، خواہش اور بُرے ساتھیوں کی مخالفت کرتا رہا، بندۂ مومن ان سے لڑنے سے ہرگز نہیں اتارتا تلوار نیام میں نہیں کرتا گھوڑے کی پیٹھ سے زین جدا نہیں کرتا۔ بلکہ کانٹھی پر سوار رہتا ہے۔ ان کی نیند غلبہ ہے۔ اور فاقہ خوراک، گفتگو از روئے ضرورت ہے۔ اور خاموشی ان کا شیوہ، صرف خدا کے حکم سے بولتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ان کو گویا کرتا ہے۔ اور دنیا میں ان کے لبوں کو اس طرح جنبشیں دیتا ہے۔ جس طرح قیامت میں اعضا کو گویائی عطا ہو گی جو خدا سر بولنے والے کو بولنے کی قوت بخشتا ہے وہی ان کو بھی گویا کرتا ہے۔ اور اس طرح گویا کرتا ہے۔ جیسے جمادات بولنے لگتے ہیں۔ جب چاہتا ہے۔ اسباب مہیا کرتا ہے۔ وہ بولنے لگتے ہیں۔ جب ان سے کام لینا چاہتے ہیں۔ تو اس کے لئے ان کو تیار کر دیتا ہے۔ اس نے بندوں کو تہدید و بشارت سنانا چاہی کہ ان پر حجت قائم ہو سکے۔ تو رسولوں اور نبیوں کو فصاحت عطا فرمائی، جب انہیں اپنے پاس بلا لیا تو باعمل علماء کو ان کا قائم مقام بنا دیا۔ اور مخلوق کی اصلاح کے لئے ان کو از روئے نیابت گویائی بخشی۔ نبیؐ نے فرمایا علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔

۹۔ شکر

دوست تو خدائے بزرگ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اور ان کو اسی کا عطیہ سمجھو کیونکہ وہ فرماتا ہے "جو کچھ نعمت تمہارے پاس ہے۔ وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے"، اس کی نعمتوں میں لوٹنے والو! تمہاری شکر گذاری کہاں گئی؟ اس کی دی ہوئی نعمتوں کو غیر کی طرف سے سمجھنے والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کبھی تم اس کی نعمتوں کو غیر کی بخششیں سمجھتے ہو۔ اور کبھی ان کو کم سمجھ کر مزید نعمت کے منتظر رہتے ہو۔ اور کبھی انہی نعمتوں سے گناہوں میں مدد لینے لگتے ہو۔

۱۰۔ باب شاہی

عزیز من! تمہیں خلوت میں اپنے تقویٰ کی ضرورت ہے۔ جو گناہوں اور لغزشوں سے باہر لائے اور ایسے مراقبے کی حاجت ہے۔ جو خدا کی نظر عنایت کو یاد دلائے۔ خلوت میں تمہیں ایسی ہی کیفیت کی ضرورت ہے۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ شیطان، نفس اور خواہش سے مقابلہ کرتے رہو کہ عام لوگوں کی بربادی لغزشوں سے زائد کی ہے خواہشات نفس سے ہے۔ اور ابدال کی ہلاکت کا باعث وسوسے، اور صدیقین کی تباہی، ماسوا کی جانب توجہ سے ہے۔ ان کا کام اپنے دل کی نگہداشت کرنا ہے۔ کیونکہ وہ شاہی دروازے پر سونے والے ہیں۔ وہ دعوت کے مقام پر کھڑے ہیں۔ اور لوگوں کو اللہ کی معرفت کی طرف بلا رہے ہیں۔ وہ ہمیشہ دلوں کو بلاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ اے دل۔ اے ارواح، اے جن و انس! آنے بادشاہ کے طلبگارو! چلو باب شاہی کی طرف چلو، اپنے قلوب، اپنے تقویٰ و توحید، اپنی معرفت اور بلند مرتبہ پرہیزگاری اپنی دنیا و آخرت سے بے نیازی اور ترک ماسوا خدا کے ہو۔

بزرگوں کا شغل مخلوق کی اصلاح کا کام ہے۔ ان کی ہمتیں عرش سے فرش تک تمام آسمان و زمین میں پھیلی ہوئی ہیں۔

۱۱۔ تواضع و انکساری

عزیزم! نفس و خواہش کی پیروی ترک کرو اور ان مقدس لوگوں کے پاؤں کی خاک ہو جاؤ اور ان کے سامنے مٹی ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ زندہ کو مُردہ سے اور مُردہ کو زندہ سے پیدا کرتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو ان کے کافر ماں باپ سے پیدا کیا، مومن زندہ ہے اور کافر مُردہ، موحد زندہ ہے۔ اور مشرک مُردہ۔ اسی لئے خداوند قدوس نے اپنے کلام پاک میں فرمایا میری مخلوق میں سب سے پہلے شیطان مرا یعنی اس نے میری نافرمانی کی اور اس گناہ کی وجہ سے مُردہ بن گیا۔

۱۲۔ آخر زمانہ

یہ آخری زمانہ ہے۔ جھوٹ و نفاق کی گرم بازاری ہے۔ منافقین اور جھوٹے دجالوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ تجھ پر افسوس! خود تیرا نفس منافق جھوٹا، کافر ہے۔ مشرک بے دین ہے۔ اس کے ساتھ کیسے اٹھتے بیٹھتے ہو۔ اس سے لڑو، دوستی نہ کرو۔ اسے مقید رکھو، آزاد نہ چھوڑو قید خانہ میں ڈالو۔ اور واجبی حقوق ادا کرو، مجاہدات سے اسے زیر کرو، انہیں خواہشیں، توان ..... پر قابو رکھو، انہیں بے قابو نہ ہونے دو۔ ورنہ وہ تجھ پر سوار ہو جائیں گی، طبیعت کا ساتھ نہ دو۔ وہ ایک ناسمجھ بچہ ہے۔ تم ایک بچے سے کیا سیکھو گے۔ اور کیا پاؤ گے؟ شیطان تمہارا اور تمہارے باپ آدم کا دشمن ہے۔ تم اس سے کیسے نسبت رکھتے ہو۔ اور کیسے اس کے کہے میں آتے ہو۔ تم میں اور اس میں پرانی دشمنی اور خون کا جھگڑا ہے تم اس سے نڈر نہ ہو۔ وہ تمہارے ماں باپ کا قاتل ہے، پس جب تم پر قابو پائے گا۔ تمہیں بھی قتل کر دے گا۔ جس طرح انہیں قتل کیا تھا۔ اور اس سے لڑنے کے لئے تقویٰ کو اپنا ہتھیار بناؤ اور توحید، مراقبہ، تنہائی میں پرہیزگاری سچائی اور اللہ سے امداد کو اپنا لشکر بناؤ وہ ہتھیار اور یہ لشکر اس کو شکست دے گا اور اس کے لشکر کو پارہ پارہ کر دے گا۔ جب حق تیرے ساتھ ہے تو شکست کیوں نہ دے گا۔

۱۳۔ ماسوا سے بیگانگی

میرے عزیز! آخرت اور دنیا کو ملا اور ایک طرف رکھ دو اور دنیا و آخرت کا خیال قلب سے نکال کر اپنے مولا کے ہو رہو۔ ماسوا سے خالی ہو کر اس کی جانب متوجہ ہو خالق کو چھوڑ کر مخلوق میں گرفتار نہ ہو۔ ان اسباب کو چھوڑ دو اور ان معبودوں کو نکال باہر کرو۔ جب اس پر قابو پا جاؤ۔ پھر دنیا کو نفس کے لئے، آخرت کو دل کے لئے اور مولا کو باطن کے لئے چن لو۔

۱۴۔ توبہ

نفس و خواہش اور دنیا و آخرت کے ساتھی نہ بنو، اور ماسوی اللہ کے پیچھے نہ پڑو، تو ایسا خزانہ ہاتھ آئے گا۔ کہ کبھی ختم نہ ہو گا۔ اور حق تعالیٰ کی جانب سے ایسی ہدایت ملے گی۔ کہ کبھی گمراہی نہ ہو گی۔ اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور ان گناہوں سے اپنے مولا کی طرف بھاگو۔ توبہ کرو تو دل سے کرو، توبہ ایک انقلاب حکومت ہے خدا سے ڈر کر گناہ کا لباس اتار ڈالو اور سچی توبہ کرو، شرعی احکام پر عمل کر کے اعضاء کی پاکیزگی کے بعد یہ دل کے اعمال ہیں۔ جسم کا ایک عمل ہے۔ اور قلب کا ایک عمل، وہ اسباب کے میدان سے نکل کر اور تعلقات سے چھوٹ کر توکل معرفت اور اللہ کے علم کے سمندر میں کشتی ڈالتا ہے اور سب کو چھوڑ کر خالق اسباب کی تلاش کرتا ہے۔ جب اس سمندر کے بیچ میں پہنچتا ہے۔ تو پکار اٹھتا ہے "جس نے مجھے پیدا کیا۔ وہی ہدایت دیگا" تو اسے ایک ساحل سے دوسرے ساحل، اور ایک جگہ سے دوسری جگہ ہدایت ملتی رہتی ہے۔ آخر کار وہ صراط مستقیم پا لیتا ہے پھر جب اپنے رب کو یاد کرتا ہے۔ تو زبانی نہ روشن تیز ہو جاتا ہے۔ اور گرد و غبار چھٹتا جاتا ہے خدا کے برتر و بزرگ کو ڈھونڈنے والا دل راہیں طے کرتا ہوا ہر چیز کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ جب راہ میں کہیں اسے ہلاکت توقف کر دیتا ہے۔ خوف و دہشت کی آگ ٹھنڈی پڑ جاتی ہے۔ اس کی جگہ قرب خداوندی کی خوشی اور محبت کا نور آ جاتا ہے

۱۵۔ جلال و جمال باری

میرے عزیز! جب تمہیں کوئی بیماری ہو جائے تو صبر اور سکون سے رہو۔ یہاں تک کہ دوا ہاتھ آ جائے اور جب دور ہو جائے۔ تو شکر ادا کرو، جب تمہارا یہ حال ہو گا۔ تو دنیا بھی عیش سے گزرے گی جہنم کا خوف مومنین کا جگر کاٹ ڈالتا ہے۔ ان کے چہروں کا رنگ اڑ جاتا ہے۔ اور دل و رنج سے دھڑکتے ہیں

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

ترتیب و تحریر: حافظ عبدالمجید خطیب - قاری ریڈیو پاکستان

برسبیلِ تذکرہ

لاہور کی عظیم دینی دانش گاہ جامعہ اشرفیہ شرّفہا اللہ وادامہا کے بانی حضرت مفتی محمد حسن صاحب قدس اللہ سرہ کے صاحبزادہ حافظ فضل الرحیم صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ یونیورسٹی گراؤنڈ لاہور میں اتوار ۲۰ر فروری کو ساڑھے ۹ بجے صبح نماز استسقاء کا اہتمام کیا گیا ہے۔

انفرادی طور پر تو تقریباً ہر مسجد میں ہر نماز کے بعد بارش کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ نجی محفلوں کے علاوہ ڈاکٹروں اور حکیموں کی مشغولیات میں تو خشک سردی کا ذکر —! نہیں ذکر نہیں بلکہ چرچا کب سے ہو رہا تھا۔ البتہ اب تو دکانداروں نے اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ کی صرف یہی وجہ بتانے پر اکتفا کر رکھی ہے کہ بارش نہیں ہوتی۔

اور واقعی چند ماہ سے بارش کی شدید التجا اور انتظار کے باوجود بارش نہیں ہوئی۔ شہروں اور بستیوں کی دیواروں پر نظر ڈالئے۔ گرد و غبار کے دبیز پردوں سے اٹی پڑی ہیں۔ درختوں کے پتے یوں محسوس ہوتے ہیں گویا دھول اور مٹی نے ان پر گھونسلے بنا لئے ہیں۔ بارش کے اس التوا اور امساک سے صرف بارانی زمینوں کے زمیندار اور کاشتکار ہی غمزدہ اور پریشان نہیں بلکہ شہری زندگی بھی بہت متاثر ہوئی اور اس خشک سالی کے مزید اندوہناک اثرات کا اندیشہ ابھی رفع نہیں ہوا۔ کہیں کہیں سے وباؤں اور بیماریوں کی خبریں بھی آرہی ہیں اسی لئے حکومت کے عمال اور حکام نے باران رحمت سے محرومی کی صورت میں پیدا ہونے والے مسائل اور نتائج سے دوچار ہونے پر خوراک و ادویات کے انتظامات پر توجہ مرکوز کر رکھی ہے۔

معاف کیجئے! بات کہاں سے کہاں جا پہنچی یونیورسٹی گراؤنڈ جہاں صلوٰۃ استسقا اور دعاء و استغفار کا اہتمام کیا گیا تھا پہنچا تو مدرسہ تجوید القرآن کے مہتمم قاری محمد رفیع صاحب کے بیان کے آخری کلمات تھے۔ انداز بیان نہایت سادہ اور مشفقانہ تھا لیکن میری تاخیر کوئی جملہ بھی ذہن کے سپرد نہ کر سکی۔ اچانک سٹیج کے قریب سے حافظ عبدالرحیم صاحب اور چند دوسرے احباب اٹھے اور ان کی نگاہیں گراؤنڈ کے جنوبی حصہ میں قدرے متحرک ہو کر ایک جگہ رک گئیں۔ دیکھا تو متوسط طول و عرض کی سیاہ کار موٹر کے دروازے کھل رہے ہیں متجسس نگاہیں ابھی تلاش اور تجسس میں مصروف تھیں کہ شعور نے حضرت والا استاذی المکرم مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہ العالی کو پہچان لیا۔ سنجیدہ اور متین رفتارِ قدم آنکھوں پر لگے ہوئے دبیز شیشوں سے راہ طلبی کے بعد مصلیٰ کی طرف بڑھنے لگی۔ آپ سے چند قدم پیچھے جامعہ اشرفیہ کے نائب مہتمم مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب مدظلہ چلے آرہے تھے۔ کشادہ پیشانی پر بندِ منقش یعنی سفید برف کی سی کپڑے کی ٹوپی، چمکتے ہوئے سرخ و سفید چہرے پر سیاہ داڑھی کا ہالہ۔ کاندھوں کے ارد گرد گھیرے سیاہ رنگ کی چادر، سیاہ اور سفید رنگوں کے امتزاج کو لئے ہوئے مولانا صفوں کی طرف آرہے تھے۔ بادلوں کے چھوٹے چھوٹے اور فضا میں بکھرے ہوئے ٹکڑوں پر غالب اور ان کے ملاپ سے کبھی نہ چھپنے والی دھوپ کی چمک میں جب چادر کا دامن لہرایا تو ایسا محسوس ہوا جیسے ہوا اٹھکیلیاں کر رہی ہو۔ اور اس وقت اچانک مجھے مولانا ہی کی زبان سے مشکوٰۃ شریف کے درس میں کسی فارسی شاعر کا یہ شعر یاد آگیا ؎

اے تماشہ گاہِ عالم روئے تو
تو کجا بہرِ تماشہ مے روی

اور چند لمحے بعد فضا میں یہ آواز لہرا رہی تھی:—

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال، اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں۔ اس کے ذمہ پر وعدہ سچا ہو چکا ہے تورات اور انجیل اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا اور وعدے کا مضبوط کون ہے۔ یہ معاملہ جو تم نے اللہ سے کر رکھا ہے خوشیاں مناؤ اور سب سے بڑی کامیابی تو یہی ہے۔

اس مبارک آیت میں جن خوش نصیب مومنین کا ذکر اور اللہ جل مجدہٗ کے ساتھ جان و مال اور جنت کے علاوہ فوزِ عظیم کا معاملہ کرنے والوں کا کردار پیش کیا گیا ہے۔ ان کی چند خصوصیات بھی ملاحظہ فرما لیجئے:۔

اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرَّاكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَافِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ۔

وہ توبہ کرنے والے ہیں، بندگی کرنے والے، شکر کرنے والے، روزہ دار، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک بات کا حکم کرنے والے، برائیوں سے منع کرنے والے اور اللہ کی مقرر کردہ حدود کی پابندی کرنے والے ہیں۔

تلاوت کلام پاک کے بعد اناؤنسر نے۔ جو طویل گفتگو کرنے کے عادی معلوم ہوتے تھے اعلان کیا کہ اب حضرت مفتی صاحب بیان فرمائیں گے۔

خطبہ مسنونہ کے بعد سورۂ نوحؑ کی یہ آیات سامعین کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھیں:۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ إِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنّٰتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا۔

تو میں نے کہا کہ اپنے رب سے گناہ بخشواؤ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہی گناہ بخشنے والا ہے۔ تم پر آسمان کی دھاریں چھوڑ دے گا۔ تمہارے مال اور اولاد میں اضافہ اور زیادتی کے لئے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے باغ اور نہریں بنا دے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا تم اللہ کی بڑائی سے کیوں امید نہیں رکھتے۔

اس کے بعد فرمایا۔ استسقاء کا معنیٰ ہے پانی مانگنا۔ حدیث میں اس کا ذکر دو طرح ملتا ہے۔ بارش نہ ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ کسی نے عرض کیا حضورؐ! خشک سالی سے فصلوں اور مواشی کو نقصان ہو رہا ہے بارش کے لئے دعا کیجئے۔ آپؐ نے خطبہ ہی میں بارش کے لئے دعا فرما دی۔ اور ایسا بھی ہوا کہ بارش نہ ہونے پر آبادی سے باہر جنگل میں بچوں، بوڑھوں اور جانوروں

کو ساتھ لے جا کر۔ بغیر اذان اور اقامت اور تکبیرات زائدہ کے دو رکعت نماز قرأت بالجہر سے ادا کی۔ نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں گناہوں سے توبہ اور استغفار کے علاوہ رجوع اِلَی اللہ کی تلقین تھی۔ اس کے بعد طویل دعا کی۔

نمازِ استسقاء کی ابتداء اور تاریخ کے بعد حضرت مفتی صاحب نے فرمایا:۔

استغفار ایسا نسخہ ہے جس کے ذریعہ انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اور انسان اگر صدقِ دل سے استغفار کرلے تو گناہوں سے بچ کر اللہ کے قریب ہو جاتا ہے۔ اور جب اللہ کے قریب ہو جاتا ہے تو اللہ رب العزت اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

اب بھی ہم محض اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے زندہ ہیں۔ اگر ہماری ہر خطا پر فوری گرفت شروع ہو جائے تو ہمارا زندہ رہنا محال ہو جائے۔ وَلَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِظُلْمِہِمْ مَا تَرَکَ عَلٰی ظَہْرِہَا مِنْ دَابَّۃٍ ——— اگر اللہ تعالےٰ لوگوں کی نافرمانی پر مواخذہ کریں۔ تو زمین کی سطح پر کوئی جانور بھی زندہ نہ رہے یہ محض اُن کا فضل وکرم ہے کہ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ۔ وہ کثیر انسانوں سے درگذر کرکے انہیں معاف فرما دیتے ہیں۔ انسان جب بھی اور جس حال میں بھی معافی کی درخواست کرتا ہے اللہ تعالےٰ رد نہیں فرماتے۔ قبول فرما لیتے ہیں۔

بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار کر ایک دن ایک راہب کے ہاں جا کر کہا کہ میں اس درجہ گناہگار ہوں لیکن میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے کہ یہ جو کچھ میں نے کیا بہت ظلم کیا بہت گناہ کیا۔ کیا اس حال میں میری معافی ہو سکتی ہے۔ راہب نے کہا۔ اتنا پاپ اور معافی؟ ناممکن ہے۔

اس معافی کے خواستگار کو غصہ آیا ——— راہب کی گردن اُڑاتے ہوئے بولا۔ سَو میں سے ایک کم ہے کیوں نہ تجھ ہی سے پورا کرلوں اس کے بعد ایک دوسرے راہب نے اسے اپنے سے بڑے راہب کی طرف بھیجتے ہوئے بخشش اور معافی کی امید دلائی ——— توبہ کرنے کی غرض سے جا ہی رہا تھا کہ موت نے آکر زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ رحمت اور عذاب کے فرشتے آکر اسے اپنے اپنے زمرے میں درج کرنے لگے۔ ابھی ان کی تکرار اور کوشش جاری تھی کہ جبریل نے آکر یہ فیصلہ کیا کہ یہ شخص حالتِ سفر میں فوت ہوا ہے اور اس کا سفر محض توبہ اور استغفار کے لئے تھا۔ یہ اس عزم اور ارادہ سے جا رہا تھا کہ آئندہ زندگی نیک اور صالح ہو کر خدا کا بندہ بن کر گذاروں گا۔ لیکن حیات نے وفا نہ کی۔ اب دو مقام ہیں۔ جہاں اس نے زندگی گناہوں میں بسر کی اور جہاں معافی اور ندامت کے لئے جا رہا تھا۔ مسافت ناپ لو۔ جس مقام کے زیادہ قریب پایا گیا۔ اُس کا اعتبار کرکے اُس کا انجام اپنے اپنے رجسٹروں میں درج کرلو ——— مسافت کی پیمائش کے بعد اس کی نعش صرف ایک بالشت اُس مقام کی طرف پائی گئی جہاں توبہ کے لئے جا رہا تھا۔ اور یہ بالشت بھر جگہ بھی وہ ہے جو اس نے نزع کے عالم میں اس کوشش میں زمین پر رینگتے ہوئے طے کی کہ گناہوں سے بھاگ کر جس بستی کی طرف جا رہا ہوں قدرے اور اس کے قریب ہو جاؤں۔ سو رحمت نے فرشتے اس پر رحمتوں کی برسائیں برساتے ہوئے اسے اہلِ جنت میں شمار کر گئے۔

آپ نے مزید فرمایا۔ بارش نہ ہونے کا سبب ہماری بداعتقادیاں' بداعمالیاں اور بدافعالیاں ہیں۔ ہمیں بارگاہِ خداوندی میں خوب گڑ گڑا کر اور انتہائی خشوع وخضوع کے ساتھ اور ممکن ہو تو روتے ہوئے اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی سی شکل بنا کر دعا مانگنی چاہیئے۔ اس لئے کہ اصل تو بہرحال اصل ہے۔ لیکن اصل کی نقل بھی کچھ نہ کچھ اثر رکھتی ہے۔ اور کبھی کبھی تو دیکھنے والا نقل کی بناوٹ وغیرہ دیکھ کر نقل کو بھی زیادہ داموں خرید لیتا ہے۔ امرود جو واقعی امرود ہے، غذائیت' خوشبو، ذائقہ ہوتے ہوئے دو پیسے کا اور اس کی نقل محض مٹی اور دو تین رنگوں کے امتزاج سے بنا ہوا چار آنے میں بکتا ہے اور لینے والا بخوشی لے لیتا ہے۔

دعا میں عاجزی اور خشوع وخضوع کو مزید ذہن نشین کرانے کے لئے ایک واقعہ ارشاد فرمایا:۔

ہارون الرشید گذر رہے تھے کہ ایک اندھا آدمی آنکھوں کی بینائی کے لئے دعا مانگ رہا تھا۔ ہارون الرشید نے کہا۔ اگر تجھے کل صبح تک بینائی نہ ملی تو تیری گردن اُڑا دوں گا۔ اس اندھے نے سوچا کہ اس سے پہلے گو اندھا تھا لیکن زندگی تو نصیب تھی۔ اب تو زندگی بھی خطرے میں پڑ گئی۔ موت سے ڈرتے ہوئے زندگی کے لالچ میں رات بھر رو رو کر گڑ گڑا کر اور انتہائی لجاجت سے دعائیں مانگتا رہا۔ رحمتِ خداوندی کو جوش آیا اور بصارت کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے پردے ہٹ گئے اور آنکھیں بینا ہو گئیں۔ صبح جب ہارون الرشید کا گذر ہوا تو دیکھا یہ شخص بصارت سے مالامال ہو چکا تھا۔ کہا میں نے جو کل تمہیں دھمکی دی تھی اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ تم جس انداز میں دعا مانگ رہے تھے وہ انداز دعا مانگنے کا نہ تھا۔ دو ہاتھوں کو اوپر اٹھا لینا اور چند رٹے ہوئے الفاظ کی گردان کیا کر سکتے ہیں جب تک دُعا میں انکسار، لجاجت، توجہ، یکسوئی اور عاجزی نہ ہو۔

یہ بیان اتنا روح پرور اور بصیرت افروز تھا کہ دل چاہتا ابھی کچھ اور ابھی کچھ اور۔ لیکن اعلان ہوا کہ صفیں درست کریں اور تھوڑی دیر بعد لاؤڈ سپیکر کے کھلے ہوئے منہ سے حضرت مفتی صاحب کی آواز ہوا کے دوش پر سوار ہو کر فضا میں اعلان کر رہی تھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ حمد وثنا صرف اس کے لائق ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے اور جس کا اسم گرامی ہے اللہ۔ بڑا ہی رحیم اور بڑا ہی مہربان روزِ جزاء کا مالک۔ اِلٰہُ الْعٰلَمِیْنَ۔ عاجزی اور بندگی کے اعتراف کے ساتھ ہم تیرے حضور حاضر ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں اس سیدھی راہ پر چلا جس پر وہ لوگ چلے جن پر تونے انعام کیا۔ اُن لوگوں کے طرزِ عمل اور طریق کردار سے بچا لے جن پر تیرا غضب ہوا اور جو صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہیں ——— سورۂ فاتحہ کے بعد آواز آئی:۔

اَلْقَارِعَۃُ مَا الْقَارِعَۃُ۔ اور میرا شعور لرز رہا تھا کہ خشک سالی سے پریشان اور مضطرب انسان ابدی زندگی کے انجام سے کس قدر غافل ہے اس لئے کہ وہ کھڑکھڑانے والی چیز! کیسی ہے وہ کھڑکھڑانے والی چیز!! اور آپ کو کچھ معلوم ہے کیسی کچھ ہے وہ کھڑکھڑانے والی چیز!!! جس روز آدمی پریشان پروانوں کی طرح ہو جائیں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگین اُون کی طرح ہو جائیں گے۔ پھر جس شخص کا پلّہ بھاری ہوگا وہ تو خاطر خواہ آرام میں ہوگا۔ اور جس شخص کا پلّہ ہلکا ہوگا۔ اُس کا ٹھکانہ ھَاوِیَۃٌ ہوگا۔ اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ کیا چیز ہے؟ ایک دھکتی ہوئی آگ ہے۔

دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ تَکَاثُرْ پڑھی گئی جس میں مال واسباب کی ظاہری شان وشوکت پر فخر کی وجہ سے انجام وعاقبت سے غفلت' عالمِ برزخ اور قبور کی زیارت' دوزخ کا ذکر اور نعمتوں کے بارے میں بازپرس کا ذکر ہے۔

نماز کے بعد خطبہ پڑھا گیا۔ عمامہ کی جگہ ہلکی چادر جو سر پر باندھی ہوئی تھی۔ اطراف تبدیل کرکے کاندھوں پر ڈال لی گئی اور دعا جو شروع ہوئی تو دیر تک چاروں طرف سے

آہ و بکا، گریہ و الحاح کی آوازیں آتی رہیں اور میں دل ہی دل میں کہہ رہا تھا میرے مولا ؎

حق پرستوں کی اگر کی تُو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

میں نے آنکھ بچا کر دیکھا تو کئی آنکھیں تھیں جن سے آنسو بہہ رہے تھے چند معصوم بچیاں جو سرخ اور پیلے رنگ کے کپڑوں میں ملبوس ہاتھ اٹھائے اور چند نونہال بچے جو اپنے بڑوں کے ساتھ آئے ہوئے یہ منظر دیکھ رہے تھے کبھی بڑوں کو روتا دیکھ کر منہ پر ہاتھ رکھ لیتے اور کبھی آسمان کی طرف دیکھ کر آپس میں اشارے شروع کر دیتے۔ اخباروں کے کیمرہ مین مختلف اطراف سے فوٹو لے رہے تھے اور لاؤڈ سپیکر کی مشین کا بٹن ٹوٹ جانے کی وجہ سے ایک لمبی سرسراہٹ لئے سمع خراشی کر رہا تھا کہ میری زبان متحرک ہو گئی۔ اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا مَرِیْئًا مَرِیْعًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ۔ منٹوں تک یہ سلسلہ جاری رہا اور مفتی صاحب کی آواز آئی۔ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ کچھ لوگ مصافحہ کے لئے مصلّٰی کی طرف بڑھنے لگے کچھ دروازے کی طرف رواں ہو گئے۔

یونیورسٹی گراؤنڈ کے ایک حصہ سے یہ لوگ اپنے رب سے کچھ التجا کر کے واپس آ رہے تھے۔ سائیکلیں، سکوٹر، موٹر کاریں اسٹارٹ ہونے لگیں۔ اور میں دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ اس وسیع اور کسی قدر تاریخی میدان کے ایک گوشہ میں انسانی آنکھوں سے گرے ہوئے آنسو ضرور رنگ لائیں گے۔ لیکن قلم لکھتے ہوئے رک رک جاتا ہے۔ گراؤنڈ کے دروازے پر پہنچ کر دیکھا تو عریانی ہی عریانی۔ ایک موٹر کار جو شاید کسی برات کی سرخیل تھی۔ پھولوں سے لدی چلی جا رہی تھی۔ ٹرانسسٹر سے نغمہ و سرود کی نکلنے والی آوازیں یہ دھوکہ دیتی تھیں کہ شاید یہ قوم اسراف اور تبذیر کے بغیر اپنے ذوقِ جمال کی تسکین کا اور کوئی ذریعہ جانتی ہی نہیں۔

پھر نماز استسقاء کا خیال آگیا اور ساتھ ہی قرآن حکیم کی یہ آیت کہ مسبّب کو بھلا کر اسباب پر نظر رکھنے والے انسانو! فِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ۔ تمہارے رزق کا سبب اول تو آسمان میں ہے۔ تم کدھر جا رہے ہو۔ اور یہ کہتا ہوا واپس آگیا ؎

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

خط وکتابت کرتے وقت پتہ خوشخط اور صحیح لکھا کریں

بقیہ درس بخاری شریف

کیا گیا مگر انہوں نے ۳۶ مسائل کے بارہ میں لاادری (مجھے معلوم نہیں) کہہ کر معذرت پیش کر دی تو آپ کو بھی عدم علم کے وقت لاادری کہنے میں کوئی عار نہیں ہونی چاہیئے اور اختلافات اور جھگڑوں سے سکوت کریں۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ جب نیشاپور تشریف لائے اور لوگوں نے مسئلہ خلق قرآن کے متعلق دریافت کرنا چاہا تو تین دن تک جواب دینے سے گریز کرتے رہے کہ اختلافات میں نہ پڑیں۔ آخر محمد بن یحیی الذھلی نے کہلوایا کہ لفظی بالقرآن مخلوق حضرت امام ابوحنیفہؒ تلامذہ کو رخصت کرتے وقت نصیحت کرتے کہ اپنے ہاں کے علماء کی قدر کیا کرو وہ اپنا ایک حلقۂ اثر رکھتے ہیں جو تمہارے پاس نہیں ہوتا ان کا احترام کرو انہیں آگے رکھو اور اگر کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو فوراً میرا مذہب اور قول بیان نہ کرو بلکہ کئی علماء کے اقوال پیش کرو اور اس کے بعد میری رائے بھی پیش کرو۔ حضرت امام اعظمؒ کا یہ مطلب نہ تھا کہ ناجائز کی تائید کرو بلکہ حق بات پہنچانے اور تبلیغ کرنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں تبلیغ اختلافات اور فتنہ انگیزیوں میں بڑھ کر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بہت بڑی حکمت، میانہ روی، نرمی اور تحمل کی ضرورت ہے۔ اس ملک میں قادیانی پرویزی بلکہ عیسائی تک اپنے باطل مذاہب کی اشاعت کے لئے نرمی شفقت، خدمت اور محبت کے تمام ذرائع استعمال کرتے ہیں

بقیہ: توحید، اخلاص اور اولیاء اللہ

جب یہ کیفیت قائم ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و شفقت کے چھینٹے دنیا اور آخرت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ وہ اپنے جائے امن دیکھ کر کچھ سکون پاتے ہیں۔ اطمینان کا سانس لیتے ہیں۔ اور ذرا خوش ہوتے ہیں۔ کہ ان کے سامنے جلال و عظمت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ جو ان کے دلوں اور ان کے اسرار کو کاٹ ڈالتا ہے۔ اور خوف سے پہلے زیادہ ہو جاتا ہے۔ جب یہ حالت بھی کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ تو ان کے لئے جمال کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ تو اس سے ان کو سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ بیدار ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے مقام میں قیام کرتے ہیں۔ جن میں اوپر تلے درجات ہیں۔

۱۶۔ فکرِ قلب و باطن۔

میرے عزیز!

تمہیں اس کا فکر نہ ہونا چاہیئے کہ کیا کھاؤ گے اور کیا ہو گے، کیا پہنو گے اور کہاں رہو گے۔ کس سے شادی کرو گے۔ اور کیا جمع کرو گے۔ یہ سب تو نفس اور طبیعت کا شوق ہے، قلب و باطن کا فکر کہاں ہے؟ جس کا نام حق کی طلب ہے۔ تمہارا ارادہ وہی ہے۔ جو تمہیں پریشان رکھے، اللہ تمہارا مقصود تمہارا پروردگار اور وہ چیز ہو۔ جو اس کے پاس ہے۔ دنیا کا بدل آخرت ہے اور مخلوق کا بدل خالق اس دنیا میں جس چیز کو بھی تو چھوڑیگا اس کا بہتر عوض آخرت میں ملے گا۔ یوں سمجھو کہ تمہاری عمر کا صرف یہی ایک دن باقی رہ گیا ہے لہٰذا آخرت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور ملک الموت کی راہ دیکھو۔ دنیا لوگوں کی لونڈی ہے اور آخرت ان کے آباد ہونیکی جگہ جب اللہ کی غیرت آئیگی۔ تو ان کے اور آخرت کے درمیان حائل ہو جائیگی اور تکوین آخرت کی قائم مقام بن جائے گی لوگ نہ دنیا کے محتاج رہیں گے۔ نہ آخرت کے، اے جھوٹے تو خوشحالی میں اللہ کو محبوب سمجھتا ہے لیکن جب مصیبت آتی ہے۔ تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ گویا تیرا محبوب خدا نہ تھا۔ بندہ آزمائش ہی کے وقت ہی ظاہر ہوتا ہے۔ تو جب اللہ کی طرف سے بلائیں آئیں۔ اور تو ثابت قدم رہے تو تو بے شک محبّ ہے۔ اور اگر حالت میں تغیّر آجائے تو جھوٹ کھل گیا اور محبت کا پہلا دعوٰی ٹوٹ گیا۔ ایک شخص جناب رسول اللہؐ کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہؐ میں آپ کو بہت محبوب رکھتا ہوں تو آپنے فرمایا فقر کو چادر بنانے کے لئے تیار ہو جا۔ دوسرا شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ یا رسول اللہؐ میں اللہ عزّوجلّ کو محبوب سمجھتا ہوں تو آپنے فرمایا کہ بلا کو چادر بنالے۔ خدا اور اس کے رسول کی محبت فقر و بلا کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ اس لئے بعض صالحین نے کہا ہے "دوستی کے ساتھ بلا مقرر کی گئی ہے۔ تاکہ ہر کوئی محبّت کا دعوٰی نہ کرے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہر شخص اللہ کی محبت کا دعوٰی دار ہو جاتا بلا و فقر پر جمے رہنا۔ محبت کی علامت ہے" اے ہمارے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی خوبی اور آخرت میں بھی خوبی عطا فرما، اور ہمکو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

درس بخاری شریف

کی اختتامی تقریب کے افادات

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مد ظلہ اکوڑہ خٹک

باب قول اللہ و نضع الموازین القسط لیوم القیامۃ وان اعمال بنی ادم و قولھم یوزن وقال مجاھد القسطاس العدل بالرومیۃ ویقال القسط مصدر المقسط وھو العادل واما القاسط فھو الجائر حدثنا احمد بن اشکاب قال حدثنا محمد بن فضیل عن عمارۃ بن القعقاع عن ابی ذرعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کلمتان حبیبتان الی الرحمٰن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحٰن اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

قیامت کے دن اقوال و اعمال کا وزن

امام بخاری علیہ الرحمتہ۔ اس باب سے قیامت کے دن انسان کے اقوال و اعمال کا وزن ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کلام اللہ جس سے خدا تعالیٰ متصف ہے اور جو کلام صفت خداوندی ہے۔ غیر مخلوق اور غیر موزون ہے۔ اور وہ کلام جس سے ہمارا تلفظ وابستہ اور متعلق ہے۔ وہ چونکہ ہمارا ہی قول و عمل ہے تو اسے تولا جائے گا۔ گویا وارد و مورود میں فرق ہے۔ وارد (تلفظ) موزون ہے۔ اور مورود کلام اللہ ہے۔ جو نہیں تولا جائے گا۔ خود الفاظ قرآن کریم ہیں۔ اور یہ کلام لفظی کلام نفسی کا مظہر ہے۔ اسی نقطہ کو امام بخاریؒ نے محمد بن یحییٰ الذھلیؒ کو مسئلہ خلق قرآن کے متعلق جواب دیتے ہوئے اشارہ فرمایا کہ لفظی بالقرآن مخلوق یعنی قرآن مجید پر میری جنبش لسانی حادث ہے اس سے لوگوں نے امام بخاریؒ کی طرف خلق قرآن کے قائل ہونے کی نسبت کی۔ حالانکہ امام کا مطلب ہرگز یہ نہ تھا بلکہ یہی کہ میرا تلفظ جو متعلق قرآن ہے وہ مخلوق ہے۔ جیسے میزان میں بھی تولا جائے گا۔ تو کلام اللہ بحیثیت صفت خداوندی جو مورود ہے غیر مخلوق ہے اور بحیثیت تلفظ جو وارد ہے مخلوق ہے۔

وان اعمال بنی ادم و قولھم یوزن۔ بیشک انسان کے اعمال و اقوال تولے جائیں گے۔

چونکہ تلنے والے اعمال و عبادات (صلوۃ و صوم حج زکوۃ) و جنایات مختلف الانواع ہیں۔ اس لئے و نضع الموازین القسط میں (ہم عدل و انصاف کے ترازو کھڑے کر دیں گے) موازین جمع وزن کا صیغہ لایا گیا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن قرطاس (کاغذ) کا ایک معمولی پرزہ جو خلوص و یقین کے ایک کلمہ سے مزین ہوگا۔ جرائم اور معاصی کے بڑے بڑے دفاتر اور دواوین پر بھاری ہو جائے گا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

مصنف نے یہاں بھی روایت ابوہریرہؓ میں لفظ ثقیلتان فی المیزان سے مدعا ثابت کیا کہ اقوال کا بھی وزن ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ۔ (اور واقعی اس دن وزن بھی ہوگا۔) اللہ کے ہاں کوئی کام مشکل نہیں۔ اور آج کل تو اعراض بھی تولے جاتے ہیں، درجہ حرارت و برودت کے ذریعہ گرمی اور سردی کا وزن ہوگا۔ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا۔ (جو کچھ انہوں نے کیا تھا اسے موجود پائیں گے)

فلسفہ جدیدہ سائنس کی اکثر اشیاء نے شریعت کے کئی مسائل کی تائید کی۔ حضرت شاہ صاحب (مولانا انور شاہ) سے فلسفہ قدیم کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ فلسفہ قدیمہ شریعت سے مخالف ہے۔ اور موجودہ سائنس اور جدیدہ فلسفہ سے شریعت کی تائید ہوتی ہے۔ ان چیزوں کا شریعت سے تصادم کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

لغوی تحقیق قسط کا معنی عدل و انصاف ہے۔ مصنف اپنی عادات کے مطابق حدیث یا قرآن کے ایک لفظ کے مادہ کی مناسبت سے دوسرے الفاظ بھی جو قرآن و حدیث میں اس مادہ سے مستعمل ہوئے ہوں۔ تشریح فرماتے ہیں۔ یہاں قسطاس کی شرح بھی کر دی کہ حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ اہل روم کے نزدیک اس کا معنی عدل ہیں۔ پھر معرب ہونے کے بعد اس لفظ نے حکم بھی عربی کا لیا قسط مجرد مصدر ہے۔ مقسط کا مصنفؒ نے اشارہ فرمایا۔ مصدر خواہ مفرد ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے مفرد و جمع دونوں کی توصیف کی جا سکتی ہے۔ اس لئے موازین کے بعد قسط مفرد لایا گیا۔ مقسط کا مصدر اقساط ہے۔ مگر باعتبار حذف زوائد قسط کو مصدر کہا۔ باب افعال کا ہمزہ کبھی سلب کے لئے آیا کرتا ہے تو سلب ظلم نہیں۔ مگر عدل اس لئے مقسط مزید بھی بمعنی عادل ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ان اللہ یحب المقسطین (بیشک اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔) اس کے مجرد سے اسم فاعل قاسط ہے۔ جس کے معنی جابر اور ظالم ہے جیسے فرمایا۔ وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا۔ (اور لیکن جو ظالم ہیں سو وہ دوزخ کا ایندھن ہوں گے۔

گویا یہ لفظ اضداد سے ہے۔ ظلم و عدل دونوں معانی میں مستعمل ہے۔ اس لئے تو قرآن و حدیث کا سمجھنا بغیر علمی مہارت کے ممکن نہیں۔ گو اس کی حفظ اور تلاوت بھی باعث اجر ہے مگر اس کا صحیح فہم ہر کسی کا کام نہیں۔ حجاج بن یوسف اس امت کے ظالم حاکم گزرے ہیں ہزاروں اولیاء و علماء و صحابہ کو جبراً قتل کیا پھر بھی قرآن سے شغف تھا۔ قرآن مجید کے اعراب و حرکات اسی نے لگائے ہیں۔ اس وقت کے حاکم ظالم اور جابر ہونے کے باوجود علوم دینیہ سے باخبر ہوتے۔ قرآن اکثر حکام کو یاد ہوتا اور کئی حکام تو حافظ حدیث بھی ہوتے وہ شخص حافظ حدیث کہلاتا تھا جسے کم از کم ایک لاکھ حدیث یاد ہوتیں۔ تو حجاج بن یوسف نے ایک مرتبہ مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیرؒ سے اپنے بارے میں اس کی رائے دریافت کی تو سعیدؒ نے جواب دیا کہ میری رائے میں قاسط عادل ہے۔ لوگ حیران ہوئے کہ کس طرح حضرت سعیدؒ نے حجاج بن یوسف کی تعریف و توصیف کی اور اسے عادل و منصف کہا۔ حجاج نے فوراً ان کا تحیر و تعجب دور کر دیا اور حاضرین سے کہا کہ تم اس کے مطلب کو نہیں سمجھے۔ اس نے مجھے ظالم اور مشرک کہا۔ اس نے کہا قاسط یعنی ظالم اس آیت سے لیا۔ وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا۔ اور عادل سے اس کا مراد مشرک ہے جیسے کہ اس آیت میں وارد ہے۔ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ۔ (اور جو کافر ہیں وہ اوروں کو اپنے رب کے برابر کرتے ہیں۔

حدیث کی شرح حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حدیث پر مصنف نے اپنی جلیل القدر اور عظیم کتاب ختم فرمائی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دو کلمے ہیں جو رحمان کے ہاں بہت پسندیدہ و محبوب ہیں۔ اور جو اس کو پڑھے، اس کا ورد کرے وہ بھی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوگا۔ اور اس پر بہت بڑا اجر و ثواب پائے گا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔ دیگر اسماء قدسیہ کا ذکر نہیں بلکہ رحمٰن کا لفظ آیا ہے۔ جس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وصف رحمانیت ہی ہے۔ جو اتنے عظیم انعامات و اکرامات کا باعث بن رہا ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ دو کلمے زبان پر اور تلفظ میں بہت آسان ہیں کہ مختصر جملے ہیں جنہیں غبی اور ذہین سب بآسانی یاد کر سکتے ہیں جس سے حسنات کا پلڑا بھاری ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ اس میں اللہ جل جلالہ کے ہر عیب و برائی اور ہر قسم کے شرک اور نقصانات سے تنزیہ تقدیس ہے۔ جس سے شرک کی بنیادیں کٹ جاتی ہیں۔ سبحان اللہ العظیم اس میں ساری عظمتیں اور کبریائیاں اللہ کے لئے خاص کر دی گئیں اور اللہ کا اتصاف بصفات الکمال کر دیا گیا۔ سبحان اللہ میں تنزیہ و تزکیہ اور وبحمدہٖ میں ثبوت صفات کمالیہ ہے۔ اور العظیم میں عظمت ربانی کی تصریح ہے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے کسی کا محتاج نہیں یہ سب موجودات اسی کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ یہ اصل توحید ہے۔ جب نعم خداوندی مستحضر ہو جاتی ہیں تو انسان بے ساختہ حمد و تعریف کرنے لگتا ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہٖ مگر فرط محبت سے اگر کسی کی نظر صرف رحمان پر رہے کہ جب وہ رحمان ہے تو طاعت کی کیا ضرورت ہے تو سبحان اللہ العظیم میں اس کی شوکت عظمت و جلالت کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ہر عظیم سے بزرگ و برتر ہے تو عظیم سے مقام خوف اور رحمان سے مقام رجا کی طرف توجہ دلائی گئی۔ ان کلمات کا وہی مفہوم ہے جو کلمہ طیبہ کا ہے کہ لا الٰہ میں تنزیہ و تقدیس اور نفی شرک ہے۔ اور الا اللہ میں اعتراف وحدانیت اور ثبوت صفت کمالیہ ہے۔

امام بخاریؒ نے اس حدیث کو کتاب کا خاتمہ بنا کر اس طرف بھی اشارہ کیا کہ جس شخص کا خاتمہ کلمہ توحید پر ہو

تو دخل الجنۃ تا وہ جنت کو داخل ہوگا دکما فی الحدیث الآخر) نیز اشارہ ہے کہ الفاظ کلمہ توحید بوقت نزع ضروری نہیں۔ بلکہ اس کا مفہوم جن الفاظ سے بھی ادا ہو اور وہ کلمہ جو تقدیس وتحمید خداوندی پر مشتمل ہو وہ کافی ہے۔ بنی کریم علیہ الصلوٰۃ و السلام کے آخری کلمات تھے۔ اللھم الرفیق الاعلےٰ۔ (اے اللہ بہترین مقام عطا فرما)

امامؒ نے یہ کتاب عمل کرنے کیلئے بنائی اور عمل کا مدار نیت پر ہے اور اعمال کی انتہا روز قیامت وزن پر ہے۔ اس لئے کتاب کا آغاز بھی امام بخاریؒ نے نیت کی اہمیت والی حدیث سے کیا یعنی:

انما الاعمال بالنیات وانما لامری مانوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبہا او الی امرأۃ ینکحہا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ

ترجمہ:۔ اعمال کی فضیلت اور قبولیت کا دارومدار نیات پر ہے انسان کو نیت کا ثمرہ ملتا ہے۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہجرت کی وہ واقعی ایسی ہوگی اور جس نے حصول دنیا یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے خیال سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اپنی غرض دنیوی ہی کے لئے ہوگی (یعنی اللہ کی طرف سے اس کا کوئی اجر نہ ملے گا)

امام بخاریؒ نے اشارہ فرمایا کہ تمام اعمال واحکام کا مبدا اور مدار وحی ہے اور وہی عمل وحکم صحیح قرار پائے گا۔ جو وحی سے مستنبط ہو۔ اور جو وحی سے مستنبط نہ ہو وہ غلط ہوگا۔ اور اعمال واحکام کا مدار ومبدأ اور اس کی بارگاہ ایزدی میں مقبول ہونا نیت کی خلوص اور تصحیح پر موقوف ہے۔ اگر نیت خالصۃً اللہ اور اس کی رضامندی کا حصول ہو تو وہ عمل اللہ کے ہاں شرف قبول پائے گا۔ تصحیح نیت کے بعد اعمال کی انتہا وزن پر ہے۔ جس پر سعادت و کامیابی دارین وفوز آخرت ہے۔ اور جب نیت درست ہو تو اعمال حسنہ کا وزن بھی بھاری ہوگا۔ خلاصہ کتاب یہ ہے کہ جب مسلمان کا عمل اور حکم وحی سے مستنبط ہو اور عامل کی نیت صحیح ہو تو قیامت کے دن اس کے اعمال کا وزن بھاری ہوگا۔ اور یہ شخص اپنے مقصد حیات رضا خداوندی کو پائے گا۔ مصنفؒ نے اس حدیث کو آخر کتاب میں لاکر اللہ تعالیٰ کے اس عظیم احسان واکرام کا شکریہ ادا کرنا چاہا۔ کہ اس نے اپنے محبوب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احادیث جمع کرنے کی توفیق دی۔ اور پھر ہم گنہ گاروں کو بھی اس کے پڑھنے اور سننے کا موقعہ عطا فرمایا۔ حدیث میں شغل موجب سعادت ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اگر خداوند کریم بے پایاں فضل وکرم نہ ہوتا تو ہم بول وبراز کے کیڑے اور گندگی کے حشرات ہوتے یہ اس کا کرم ہے کہ ہمیں اس نے اشرف المخلوقات یعنی انسان بنایا۔ پھر ہمیں اپنے رسول کریم کی احادیث پڑھنے پڑھانے کی توفیق دی۔ اگر ہماری تمام عمر اس نعمت کے عوض سجدہ ریزی اور شکر میں گذر جائے تب بھی اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

سلسلہ سند حدیث اور اجازت

مجھے بخاری شریف اور دیگر احادیث کے پڑھنے اور پڑھانے کی اجازت میرے آقا میرے مولا حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام مجاہد اعظم مرشد العالم مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز نے دیوبند میں دی یہ سب کچھ خداوند کریم کا احسان ہے۔ اور اس کے بعد اس مشفق ومہربان استاد کی برکت اور دیگر اکابر سلسلہ کا فیض ہے کہ جو کچھ ہمیں ملا انہیں کے ذریعہ سے ملا اللہ تعالیٰ حضرت شیخؒ کے مرقد پاک کو مرکز انوار وبرکات بنادے حضرت شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم مولانا مدنی کی کرامات ظاہرہ میں سے یہ مشاہدہ ہے کہ جن لوگوں کو ان کی صحبت ومجلس کی سعادت حاصل ہوئی ہے وہ آج دینی امور کی انجام دہی میں مصروف ہے اور مجھ جیسا گنہ گار، حقیر اور ناچیز بے علم شخص کو بھی اس نسبت سے اس مقدس مشغلہ کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ حضرت شیخ درس حدیث کے وقت احادیث کا حق ادا کرتے۔ کبھی ان کو اس میں وقت کی تنگی یا کثرت سوالات وغیرہ سے پریشانی اور ملال نہیں ہوتا تھا اور نہ کبھی ان پر پڑھانے کی عجلت تھی۔ شروع کے اسباق اور آخر کے نہایت اطمینان سے پڑھاتے تھے۔ کبھی وقت کی تنگی کی وجہ سے خدمت حدیث کے حق ادا کرنے میں تعجیل سے کام نہ لیتے۔ حلم کی حالت یہ تھی کہ جب طلبہ بے جا اعتراضات کرنے لگتے تو حضرت حسن بصریؒ کی طرح "خلق الانسان من عجل" کہہ دیتے (یعنی انسان عجلت سے پیدا کیا گیا)۔

احادیث کی مکمل لغوی وفقہی اور فنی تشریح اختلاف مذاہب اور مذہب احناف کی تائید وتقویت عجیب وغریب پیرایہ میں کرتے غرض سلف سے جتنے آداب وشرائط درس حدیث کے لئے منقول ہیں وہ ان میں بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کا سند یہ ہے۔

حدثنی سیدنا وشیخنا ومولانا حسین[1] احمد مدنیؒ قال حدثنا شیخ الھند مولانا محمود[2] الحسن الدیوبندی قال حدثنا الشیخ الامام محمد قاسم[3] النانوتوی والشیخ رشید[4] احمد الگنگوھیؒ قالا حدثنا الشیخ الشاہ عبد[5] الغنی المجددی المھاجر المدنی قال حدثنا الامام الحجۃ الشاہ محمد اسحاق[6] الدھلویؒ قال حدثنا الامام الحجۃ الشاہ ولی اللہ الدھلوی رحمھم اللہ تعالیٰ

(ترجمہ) مجھے حضرت شیخ مولانا حسین احمد مدنیؒ نے حدیث کی اجازت دی انہوں نے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن سے حاصل کی۔ شیخ الہند نے شیخ الامام محمد قاسم النانوتوی اور شیخ رشید احمد الگنگوہی سے ان دونوں حضرات نے شاہ عبدالغنی مجددی سے انہوں نے شاہ محمد اسحاق دہلوی سے اور شاہ عبدالعزیز دہلوی سے حضرت شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد اور شیخ الامام الحجۃ شاہ ولی اللہ الدہلوی سے روایت واجازت حدیث حاصل کی

امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ الدہلویؒ سے امیر المومنین فی الحدیث امام البخاری اور الامام الاجل الشیخ الترمذیؒ تک سلسلہ سند مشہور ومعروف ہے اور اوائل کتب حدیث میں مذکور ہے اور ان حضرات سے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تک راویوں کا سلسلہ ہر حدیث شریف کے ساتھ بیان ہوتا ہے۔

سند کی حقیقت

ان حضرات اکابر ومشائخ کے ذریعہ جو اجازت وروایت حدیث حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ نے دی وہی حضرت شیخؒ کی اجازت تمہیں دیتا ہوں۔ میں تو خود ایک ناچیز اور ہر لحاظ سے کم سواد ہوں۔ اجازت کا مطلب یہ ہے کہ اعطاء علوم وفیوض خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور واسطہ تمام علوم کی تقسیم کا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ حضور کا ارشاد ہے۔

انما انا قاسم واللہ معطی۔ (میں تقسیم کرنیوالا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والے ہیں۔) درمیان میں اساتذہ محدثین سلسلہ اور زنجیر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس طرح ایک کھیت کو دریا سے پانی نالہ کے ذریعہ سے پہنچتا ہے۔ نالہ نہ ہو تو اس کی سیرابی مشکل ہے۔ اس طرح اساتذہ مشائخ روایت حدیث بھی ایک میزاب کا کام دیتے ہیں۔ سند کے ذریعہ سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے طلبہ حدیث کی کڑی لگ جاتی ہے۔ اور رابطہ قائم ہوجاتا ہے۔ اس لئے شاہ ولی اللہ کے دور تک اکثر متقدمین کے ہاں تعلیم حدیث کا یہ طریقہ رہا کہ حدیث کی عبارت وقراءت اور روایت کے اتصال کے لئے محض سرد الحدیث کا طریقہ رائج تھا۔ یہ حدیث کا ایک طریقہ ہے جو اہم ہے اور دوسرا طریقہ یہ کہ حضور اقدس سے سلسلہ متصل ہو فقہی ولغوی تحقیق کو زیادہ اہمیت نہ تھی اب تمہارا تعلق اور رابطہ سلسلہ حدیث سے قائم ہوچکا ہے اور علوم نبویہ کے سمجھنے اور مطالعہ کرنے کے لئے ایک راہ کھل گئی ہے۔ آگے تم لوگوں کا کام ہے کہ اپنے استعداد سے کام لے کر اس میں تبحر اور وسعت مطالعہ پیدا کریں یاد رکھیں اپنے آپ کو ہرگز نہ عالم سمجھیں اور نہ حصول علم میں عار وشرم محسوس کریں۔ یہ اجازت بھی ان شرائط پر وآداب کے ساتھ مشروط ہے جو اکابر سلف نے حدیث کے بیان اور درس و تدریس کے لئے ضروری قرار دی ہیں۔ جب تک اس کے سمجھنے کی پوری صلاحیت وکوشش نہ ہو اور اطمینان و تسلی نہ ہوجائے۔ فہم حدیث میں اپنی رائے سے کام نہ لیں حضرت امام مالکؒ سے چالیس مسائل کے بارہ میں دریافت

---

(۱) ولادت ۱۲۹۶ھ وفات ۱۳۷۷ھ (۲) ۱۲۶۸ھ تا ۱۳۳۹ھ (۳) ۱۲۴۸ھ تا ۱۲۹۶ھ (۴) ۱۲۴۴ھ تا ۱۳۲۳ھ (۵) یہ شاہ عبدالغنی مجددی حضرت شاہ ولی اللہ کے صاحبزادے نہیں بلکہ ان کا نسب نامہ حضرت مجدد الف ثانیؒ سے جا ملتا ہے۔ شاہ عبدالغنی بن شاہ ابوسعید بن شاہ شفیع القدر بن شاہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ان کا سن ولادت ۱۲۳۵ھ ہے اور وفات ۱۲۹۵ھ مدینہ طیبہ میں ہوئی (۶) ۱۱۹۷ھ تا ۱۲۶۲ھ (۷) ۱۱۵۹ھ تا ۱۲۳۹ھ

(بقیہ حاشیہ) (۸) ۱۱۱۴ھ تا ۱۱۷۶ھ۔ حضرت شیخ کے چند اور سلسلے بھی درج ذیل ہیں۔ ۱۔ اخبرنی الشیخ حسین احمد المدنی عن الشیخ محمود الحسن الدیوبندی عن العلامہ محمد مظہر النانوتویؒ ومولانا القاری محمد عبدالرحمٰن الفانی تی۔ کلاھما عن الشاہ محمد اسحٰقؒ الی آخرہ (۲) قال شیخنا الحسین احمد المدنی اوری مقدمہ العلوم عن الشیخ الاجل مولانا ابو علی وعن الشیخ الاجل مولانا خلیل احمد السہارنفوری کلاھما عن مولانا رشید احمد الگنگوھی ومولانا محمد قاسم الی آخرہ۔ ۳۔ قال الشیخ الاجل واروی عن مشیخۃ اعلام من الحجاز اجازۃ وقرأۃ لاوائل بعض الکتب ایلھم شیخ التفسیر حسب اللہ الشافعی المکی ومولانا عبدالجلیل برادۃ المدنی ومولانا عبدالسلام الداغستانی مفتی الاحناف بالمدینۃ المنورہ ومولانا السید البرزنجی مفتی الشافعیۃ بالمدینۃ المنورہ رحمھم اللہ تعالےٰ

تعارف و تبصرہ

حافظ نور محمد انور

نام کتاب ...... تحقیق فدک ۔ (طبع دوم)
تصنیف ...... مولانا سید احمد شاہ بخاری
ضخامت ...... ۳۸۴ صفحات ۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶
کتابت، طباعت عمدہ کاغذ سفید،
قیمت مجلد چار روپے
ناشر مکتبہ الفاروق چوکیرہ ضلع سرگودھا ۔

حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب بخاری کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔ آپ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ کے خلیفہ مجاز ہیں ۔ اور بہت بڑے عالم دین ہیں ۔ کچھ عرصہ پیشتر آپ کی ادارت میں ماہنامہ الفاروق بھی چوکیرہ سے شائع ہوتا رہا اور آپ نے کئی کتابیں بھی تصنیف کیں ۔ تحقیق فدک بھی آپ کے سلسلہ تصنیف کی ایک کڑی ہے اس کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ ختم ہو گیا ۔ اب دوسرا ایڈیشن معہ ترمیم و اضافہ کے شائع ہوا ہے ۔ یہ کتاب خاص و عام میں بے حد مقبول ہوئی ہے ۔ اس سے قبل اس موضوع پر ایسی مفصل کتاب نظر سے نہیں گزری، مسئلہ فدک پر آپ نے پوری تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ۔

اس کتاب میں ایک ضمیمہ بھی شامل کر دیا گیا ہے جو مضامین نہایت ہی ضروری تھے ۔ وہ اس ضمیمہ میں آ گئے ہیں ۔ کتاب ہذا کا مطالعہ کرنے والے حضرات کا فرض ہے ۔ کہ وہ کتاب کے اس صفحے کو دیکھ لیں جس سے ضمیمہ کا تعلق ہو ۔ ہر ضمیمہ کے آغاز میں صفحات متعلقہ کا نمبر دے دیا گیا ہے ۔

قضیہ فدک کی آڑ میں مخالفین نے حضرت صدیقؓ اور دیگر جن پاکیزہ ہستیوں کو موردِ الزام ٹھہرایا ہے ۔ فاضل مصنف نے ہر ایک الزام کا دنداں شکن جواب دیا ہے ۔ کتاب کے صفحہ ایک پر میراثِ انبیاء کے عنوان سے لکھا ہے ۔

"جس طرح حضور پر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چار سے زائد نکاح درست تھے اور یہ آنحضورؐ کی خصوصیت تھی ۔ اسی طرح آنحضورؐ نے اس جہان فانی سے روانگی پر اپنے وارثوں کے لئے علم شریعت اور علم اسرار شریعت میراث میں چھوڑا ۔ دنیا کی چیزوں میں سے کوئی چیز آنحضورؐ نے میراث میں نہیں چھوڑی بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی چیزوں میں سے کوئی چیز میراث میں نہیں چھوڑی مخالفین کا یہ محض غلط پروپاگنڈا ہے ۔ مخالفین اسی قسم کے غلط پروپاگنڈوں کی آڑ میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہتے ہیں ۔

فاضل مصنف کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے اس مسئلہ پر روشنی ڈال کر تبلیغ دین کا حق ادا کیا ہے ۔ اور دین حق کی بہت بڑی خدمت کی ہے ۔

ہر اہل سنت کے گھر اس کتاب کا ہونا اشد ضروری ہے ۔

نام کتاب ..... نماز و ادعیہ مع ترجمہ اردو و انگریزی ۔
مرتبہ ..... ایم ۔ ایس چودھری قادری
ضخامت ۱۷۵ صفحات سائز ۲۰×۳۰/۱۶ کاغذ سفید کتابت طباعت اعلیٰ قیمت دو روپے علاوہ محصول ڈاک ۔
ملنے کا پتہ ..... مکتبہ صدیقیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان ۔

ہر مسلمان کو نماز کے تمام مسائل جاننے ضروری ہیں ۔ افسوس کہ آج کل اچھے بھلے سمجھدار اور تعلیم یافتہ حضرات بھی نماز اور نماز کے ضروری مسائل سے نا آشنا ہیں ۔ اور خصوصاً کالجیٹ طبقہ تو ان مسائل سے بالکل نا آشنا ہے کیونکہ اکثر کالجوں میں مغربی تہذیب و تمدن کو اپنایا جاتا ہے ۔ ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ زیادہ نہیں تو کم از کم نماز اور اس کے معنی نماز جنازہ و ارکانِ اسلام، ایمان مفصّل، و ایمان مجمل و دیگر نماز سے متعلق دعائیں وغیرہ ازبر کر لے ۔

اس کتاب میں نماز، نماز جنازہ، جمعات و عیدین ارکان اسلام، شش کلمے ۔ ایمان مفصل اور ایمان مجمل کے اردو ترجمہ کے ساتھ انگریزی ترجمہ بھی کیا گیا ہے ۔ تاکہ کالج کے طلباء بآسانی نماز کے مسائل اور دیگر دعاؤں کو ازبر کر سکیں ۔

کالجوں کے طلباء و طالبات کے پاس اس کتاب کا ہونا نہایت ضروری ہے ۔

نام کتاب ...... جغرافیہ امینیہ
تصنیف ...... محمد عبدالغنی ایم ۔ اے ۔ بی ۔ ای ۔ ڈی
ضخامت ...... ۲۴۴ صفحات سائز ۲۰×۳۰/۱۶
قیمت ...... پانچ روپے علاوہ محصول ڈاک
ملنے کا پتہ ...... حافظ محمد امین مہتمم جامعہ امینیہ ۲/۳۵ حبیب گنج لاہور ۔

زیرِ تبصرہ کتاب نہ صرف تعلیمی معیار میں بہتر ہے بلکہ یہ دینی اور دنیوی طریق تعلیم میں ایک مربوط اور نرالی مساعی ہے ...... موجودہ نسل کے نوجوان طبقہ کے اذہان کو اسلامی رنگ میں رنگنے اور تبلیغی مقاصد کی اہمیت کی وضاحت کرنے میں اس کتاب کو خاص مقام حاصل ہے کتاب کے تین حصے ہیں ۔ اور ایک جلد میں ہیں بہتر ہوتا کہ تینوں الگ الگ جلدوں میں تقسیم کئے جاتے ۔ پہلے حصے میں علم جغرافیہ کی اہمیت اسلامی نکتہ نظر سے بیان کرتے ہوئے مولف نے تفصیل سے بیان کیا ہے کہ جغرافیہ کا اسلامی تعلیم میں کیا مقام ہے اس سلسلہ میں آیات قرآنیہ اور کتب حدیث سے مدد لی گئی ہے ۔ دوسرے حصے میں ثانوی مدارس تک کے معیار کا مجموعی جغرافیہ پیش کیا گیا ہے اور حدامکان تک اسے خوب بنایا گیا ہے ۔ اس حصے میں بھی یہ خوبی ہر جگہ دیکھی جا سکتی ہے کہ ممالک کا جغرافیہ بیان کرتے ہوئے اسلامی ممالک کی اہمیت پر خاص زور دیا گیا ہے ۔ اور غیر اسلامی ممالک میں بھی باشندوں سے متعلق اہم معلومات حتی الامکان بیان کی گئی ہیں ۔

تیسرے اور آخری حصے میں ایسے بین الاسلامی مسائل سے بحث کی گئی ہے ۔ جن کا تعلق دنیائے اسلام کے اتحاد اور یک جہتی سے ہے ۔ ہماری رائے میں یہ حصہ اس سے بھی زیادہ وضاحت سے پیش کیا جاتا تو اچھا ہوتا ۔

کتاب میں جہاں معنوی لحاظ سے خوبیوں کی بھرمار ہے وہاں اس میں ظاہری نقائص بھی ہیں طباعت کی غلطیاں بیشمار ہیں ۔ دوسرے اس میں نقشے ...... بھی شامل نہیں جن کا دوران مطالعہ حوالہ دیا گیا ۔

امید ہے آئندہ اشاعت میں مؤلف یہ شکایات دور کر دیں گے ۔ ویسے فن جغرافیہ سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب سے اس کی مزید کی پرزور سفارش کی جاتی ہے

نام کتاب ...... راہِ عمل
تصنیف ...... حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ
ضخامت ...... ۳۲ صفحات، سائز ۲۰×۳۰/۱۶
قیمت ...... پچیس پیسے ۔
ناشر ...... کتب خانہ جمیلی نمبر ۵ گولڈ ٹنگ روڈ لاہور
ٹائیٹل خوبصورت، کاغذ سفید، طباعت عمدہ ۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے آخری دم تک دین حق کی جو خدمت کی ہے ۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ۔ اس کی جزا خداوند قدوس انہیں ضرور دیں گے ۔ قرآن کریم کے ترجمہ سے لیکر چھوٹے سے چھوٹے مسائل تک آپ نے قلم اٹھایا ۔ آپ کی تصانیف ان گنت ہیں ۔ آپ کی تمام تصانیف توحید و سنت اور بالکل صحیح عقائد و نظریات پر مبنی ہیں ۔ جس طرح مولاناؒ کا ترجمہ قرآن مجید اور بہشتی زیور گھر گھر میں موجود ہے ۔ اسی طرح آپ کی دیگر تصانیف بھی ہر مسلمان کے گھر لازماً ہونی چاہئیں ۔ اس رسالہ میں آپ نے بگڑے ہوئے معاشرے کو سنوارنے اور دین حق کے طور طریقوں پر روشنی ڈالی ہے ۔ حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ جو حضرت تھانویؒ کے ارشد خلفاء میں سے تھے ۔ انہوں نے ۱۳۴۵ھ میں ایک مجلس میں حضرتؒ کے اس ملفوظ کو قلمبند فرمایا تھا ۔ اور کتابی شکل میں شائع بھی کیا گیا تھا ۔ مگر بہت نایاب ہو گیا ۔ اب کتب خانہ جمیلی نے نہایت اہتمام سے دوبارہ شائع کیا ہے ۔ حضرت تھانویؒ کی دیگر تصانیف شائع کرنے کا سلسلہ بھی کتب خانہ جمیلی نے شروع کیا ہوا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اراکین کتب خانہ کی اس مساعی کو قبول فرمائے ۔

مرکزی مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام کے فیصلے

اور منظور کردہ قرار دادیں

۷ فروری ۱۹۶۶ء کو لاہور میں مرکزی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مجلس شوریٰ کا خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ العالی امیر مرکزی جمعیۃ نے صدارت فرمائی۔ اجلاس میں سرحد سے حضرت مولانا گل بادشاہ صاحب، مولانا پیر مبارک شاہ صاحب، صاحبزادہ مولانا عبدالباری صاحب، شمالی پنجاب سے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین، مولانا عبداللطیف صاحب، مولانا عبدالستار صاحب، مولانا محمد داؤد صاحب، حضرت مولانا قاری عبدالسمیع صاحب، مولانا محمد یوسف الحسینی، مولانا محمد صادق صاحب، مولانا احمد سعید لدھیانوی، مولانا محمد رمضان صاحب، مولانا امیر الزمان صاحب، جنوبی پنجاب سے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب، مولانا فاضل حبیب اللہ صاحب رشیدی، حضرت مولانا محمد عبیداللہ صاحب انور لاہور، حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب، مولانا محمد اکرم صاحب۔ سندھ سے مولانا نور محمد صاحب، حاجی کرامت اللہ صاحب، ٹانک ڈیرہ اسمٰعیل خاں سے قاضی عطاء اللہ صاحب وغیرھم نے شرکت فرمائی۔

تلاوتِ کلام مجید کے بعد حضرت امیر مرکزیہ نے افتتاحی تقریر فرمائی۔ مرکزی ناظم عمومی حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی نے جمعیۃ کی دورانِ جہاد دفاع، ملک و ملت اور آزادیٔ کشمیر سے متعلق کارگذاریوں کی رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے ایک تفصیلی بیان پیش کیا جس میں موجودہ ملکی حالات کا بالتفصیل تجزیہ کر کے جمعیۃ کے موقف کو واضح و نمایاں کیا گیا تھا اور موجودہ حکومت سے جمعیۃ کے ان اختلافات کا ذکر کیا گیا تھا جو دینی معاملات میں مداخلت سے لے کر اعلان تاشقند تک اسے بہ شدت موجود ہیں۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں بالاتفاق منظور کی گئیں۔

(ناظم دفتر مرکزیہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان)

اللہ تعالیٰ کی شکر گذاری

جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے ہماری بداعمالیوں سے قطع نظر کر کے اسلام کی لاج رکھی اور اپنی شانِ غیوری کا مظاہرہ کرتے ہوئے نصوص قرآن و حدیث کے مطابق ہمارے سپاہیوں کے حوصلے بڑھائے۔ سکینہ و اطمینان نازل فرمایا۔ دشمنوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور قلیل التعداد فوج کو چھ گنا اور کہیں دس گنا تعداد پر فتح عطا فرمائی۔ اور اس گئے گذرے زمانہ میں دنیا والوں کو بتا دیا کہ فتح و شکست صرف میرے قبضہ میں ہے اور مسلمان اسلام کی برکت سے اپنا دفاع کر سکتے اور اللہ کی راہ میں زندگی پر موت کو ترجیح دے سکتے ہیں۔

ارکانِ جمعیۃ کا شکریہ

مجلس شوریٰ جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس جمعیۃ علماء اسلام کے ان ہزاروں ارکان اور علماء کرام کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے لاکھوں روپیہ جمع کر کے دفاعی فنڈ میں دیا اور ہر ہر جگہ دفاعی فنڈ کے لئے حکام سے مکمل تعاون کر کے کروڑوں روپے اکٹھے کرنے میں شریک رہے

یہ اجلاس خاص کر ان ارکان جمعیۃ علماء اسلام کے کارناموں کی تحسین کرتا اور ان کو مبارکباد دیتا ہے جنہوں نے سرحدات میں کام کیا۔ زخمی یا شہید ہوئے یا دوسری جماعتوں کو ملا کر لاہور وغیرہ میں عین جنگ کے وقت صبر و استقامت کی تلقین اور جہاد کی ترغیب دی۔

نیز مرکزی جمعیۃ کے امیر کے اعلان پر جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں نے سلہٹ سے لے کر سندھ تک مہاجرین و مجاہدین کی خدمات سرانجام دینے میں جس جدوجہد اور زندگی کا ثبوت دیا وہ قابل تعریف اور علماء امت کے شایانِ شان ہے۔

پاکستان اور بھارت کی جنگ اور فوج و ملک کو خراجِ تحسین

جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ اس حقیقت کا اعلان کرتی ہے کہ بھارت نے ۶ ستمبر ۶۵ء کو لاہور پر حملہ کر کے ایسی جارحیت کا ارتکاب کیا ہے جس کے قریبی نتائج عالمگیر جنگ کی صورت میں ظاہر ہو سکتے تھے اور جس سے اس نے دوسرے ممالک کو اپنے خلاف ایسا کرنے کی راہ بتائی ہے۔ یہ اجلاس اس اچانک حملے کو جو بڑی قوت سے کیا گیا تھا روکنے، دشمن کو پیچھے دھکیلنے اور اپنی قیمتی جانوں کی قربانی پیش کر کے اسلامی روایات کے مطابق ہمت و شجاعت سے ملک کا دفاع کرنے پر پاکستان کی بری، بحری اور فضائی فوج کو مبارکباد پیش کرتا اور شہداء کے لئے جنت الفردوس کی دعا کرتا ہے۔

نیز اہل ملک نے اثنائے جنگ میں جس اتحاد، یکجہتی، ایثار و قربانی اور شجاعت و استقامت کا ثبوت دیا ہے اس کی قدر کرتا، اس کو ملک و ملت کے روشن مستقبل کی علامت قرار دیتا اور اس کے باقی رہنے رکھنے کی دعا کرتا ہے۔ تاکہ اس جنگ سے پاکستان کی قوتِ دفاع اور جذبۂ جہاد نے جو خراجِ تحسین اقوام عالم سے حاصل کیا ہے اس میں مسلسل ترقی ہوتی رہے اور پاکستان ملکی و مذہبی فرائض اپنے شایانِ شان انجام دے سکے۔

رؤیتِ ہلال

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس حکومت پر واضح کرتا ہے کہ گذشتہ عید کے موقع پر رؤیت ہلال کے سلسلہ میں عمال حکومت نے جو طریق عمل اختیار کیا اور بعض مقامات میں جیسے سلانوالی ضلع سرگودھا میں زبردستی عید کرانے کے لئے سب انسپکٹر پولیس اور سیکرٹری تعاون کمیٹی نے جو دلآزار رویّہ اختیار کیا۔ وہ عوام میں حکومت پاکستان کے خلاف یہ تصوّر پیدا کرتا ہے کہ حکومت مداخلت فی الدین کا ارتکاب کر رہی ہے۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ان اسلامی مہمات کے فیصلے صرف شرعی روشنی میں ذمہ دار علماء اسلام کے مشوروں سے کرے۔

اعلانِ تاشقند

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مجلس شوریٰ

پورے غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ بھارتی حملہ کے بعد اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کی امداد فرمائی۔ فوج کا ایک ایک سپاہی حریف کے ہزاروں سپاہیوں پر بھاری تھا۔ عالم اسلام کی ساری ہمدردیاں ہمارے ساتھ تھیں۔ پڑوسی ممالک ہمخیال تھے۔ دشمنوں کے چھکے چھوٹ چکے تھے کہ سلامتی کونسل نے جس میں امریکہ گروپ کو غلبہ حاصل ہے جنگ بندی کا فیصلہ کر دیا۔ حالانکہ بے مقصد جنگ بندی سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا تھا مگر امن پسند پاکستان نے دول عظمیٰ کی یقین دہانیوں پر جنگ بندی کے کڑوے گھونٹ کو مستقل فیصلے کی خاطر برداشت کر لیا۔

تاشقند کانفرنس سے پہلے ہمارے صدر صاحب مسئلہ کشمیر کی اہمیت کے بارے میں بار بار اعلان کر چکے تھے اور ہمارے وزیر خارجہ جناب بھٹو صاحب نے بار بار پاکستانی عوام کے ان جذبات کا اعلان کیا کہ ہم ہزار سال تک جنگ جاری رکھیں گے۔ دوسری طرف روسی حکومت کی آزادی پسندی، عوام دوستی اور استعمار دشمنی سے یہ امید تھی کہ وہ کشمیر کے حق خود ارادیت کی حمایت کرے گا۔ مگر پاکستان میں اعلان "تاشقند" کے خلاف محض اس وجہ سے مایوسی [illegible] ہر دوڑ گئی کہ کشمیر میں رائے شماری یا حق خود ارادیت تو کجا اس میں کشمیر کے بارے میں کوئی رسمی اعلان یا تجویز نہ تھی اور یہ بات ہمارے اعلانات و عزائم کے بالکل خلاف تھی جس سے مسئلہ کشمیر کے حل میں غیر معمولی التوا ہو گیا۔

بنا بریں یہ اجلاس ملک کے عوام کے اضطراب کو جذبۂ جہاد اور جوش اسلامی کا نتیجہ سمجھتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام مقدمات کو واپس لے لے۔ سکول اور کالج کھول دے اور پولیس فائرنگ کی عدالتی تحقیقات کرائے۔ جس کے لئے کم از کم ہائیکورٹ کے جج تجویز ہوں اور ہنگامی قوانین ختم کر دے۔

نیز کشمیر کے مسئلہ پر شیر کشمیر شیخ عبداللہ اور آزاد کشمیر کے چودھری غلام عباس، غازی عبدالقیوم، سردار ابراہیم اور میر واعظ مولانا محمد یوسف کو شریک کیا جائے تاکہ اس مسئلہ کے کامیابی کے ساتھ حل ہونے کے امکانات جلد از جلد بروئے کار آ سکیں۔

ریڈیو کے خلاف احتجاج

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مجلس شوریٰ ریڈیو پاکستان کے اس غیر ذمہ دارانہ رویہ پر شدید احتجاج کرتا ہے کہ اس نے چند دن پہلے جمعیۃ کے ذمہ دار عہدہ داروں یعنی حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کی طرف سے اعلان تاشقند کے سلسلہ میں ایک بیان منسوب کیا۔ جس کی ان حضرات کو اطلاع تک نہیں تھی۔

حج پر پابندی

یہ اجلاس جنگ بندی کے بعد فوراً حج پر پابندی کو اسلامی تقاضوں کے خلاف تصور کرتا اور اس کو خدا تعالےٰ کی ناشکری کے مترادف قرار دے کر مطالبہ کرتا ہے کہ حج جیسے اسلامی شعار سے فوراً پابندیاں دور کر کے عوام کو مطمئن کرے

نیز یہ اجلاس پچاس سال عمر کی شرط کو فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے انتہائی غیر معقول سمجھتا ہے اور حکومت کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ فوری طور پر ایسے فیصلے کو منسوخ کر دے۔

ظفر اللہ خاں

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس چودھری ظفر اللہ خاں کے لئے سرکاری ذرائع سے جلسوں کے انتظامات اور اس کو عوام میں مقبول بنانے کے طریق کار کو بنظر تشویش دیکھتا اور اس کو کروڑوں مسلمانوں اور ہزاروں شہداء ختم نبوّت سے وابستگان کے جذبات کو پامال کرنے کے مترادف سمجھتا ہے۔ جیسے ڈی۔سی منٹگمری نے اس کے اعزاز میں عصرانہ دلایا اور تقریروں اور جلسوں کا انتظام کیا۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ عوامی جذبات و معتقدات کا احساس کرتے ہوئے اس طریق کار کے خلاف احکام جاری کرے۔

ڈپٹی کمشنر منٹگمری نے مخلوط فلمی کرکٹ میچ اور ظفر اللہ کے اعزازات کرا کر اور اپنے زیر نگرانی رسالہ "فردا" منٹگمری میں علماء اسلام اور دینی طبقات کے خلاف زہریلا اور گمراہ کن لکھوا کر مذہبی جذبات کو مجروح کیا ہے۔ اس کی تحقیقات کرائی جائے اور آئندہ ایسے حالات پیدا نہ ہونے دئے جائیں۔ محرک: فاضل رشیدی۔ مؤید: مولانا سید گل بادشاہ (سرحد) مؤید ثانی: مولانا احمد سعید لائلپوری۔

صدر ناصر کو مبارکباد

یہ اجلاس صدر ناصر اور متحدہ عرب جمہوریہ کی ان مساعی پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ جن کی وجہ سے صلیبی مغربی ممالک کے اعتراف کے مطابق اب تک ایک کروڑ سے زیادہ افریقی اسلام قبول کر چکے ہیں۔

★

حکومت کو تنبیہ

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کا یہ اجلاس انتہائی افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے کہ موجودہ حکومت نے عائلی قوانین نافذ کر کے قرآن پاک کے احکام کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کو ٹھکرایا ہے۔

پھر قومی اسمبلی میں علماء کرام کے مشورہ سے اس میں ترمیم کرنے اور صدارتی انتخاب کے دوران پورے زور سے ان کو بلکہ تمام قوانین کو اسلام کے مطابق کرنے کے وعدے کئے گئے۔ گذشتہ صوبائی اسمبلی نے تقریباً متفقہ طور پر ان قوانین کو منسوخ کرنے کی سفارش کی۔ سنٹرل اسمبلی نے ترمیمات کے لئے سب کمیٹی مقرر کی جس نے ترمیمات کا مسودہ بھی تیار کر لیا۔ اس کے بعد ان کو اسلامی مشاورتی کونسل کے نام سے ٹالا گیا۔

اب حکومت نے ان پر عملدرآمد کرانے پر زور دیا ہے اور ساتھ ہی خاندانی منصوبہ پر کروڑوں روپے خرچ کر کے عملاً تخریب اخلاق کا انتظام کر دیا ہے۔ چنانچہ بعض معمولی زچہ خانوں اور ہسپتالوں میں حرامی بچوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ نیز مخلوط تعلیم اور رقص و سرود کی ہمت افزائی اور عریانی اور بے حیائی کی حوصلہ افزائی سے ملک کے اخلاق کو عظیم نقصان پہنچ رہا ہے ——— حال میں حج جیسے اسلامی شعار پر پابندی لگا کر حکومت نے مسلمانوں کے جذبات و احساسات کا خون کیا ہے ڈاکٹر فضل الرحمٰن اور غلام احمد پرویز کے الحاد و بے دینی اور تحریف پسندی کی سرپرستی اور مداخلت فی الدین کے لئے راستہ ہموار کر کے مسلم اکثریت کے دلوں کو مجروح کیا جا رہا ہے۔ یہ اجلاس ان حالات میں حکومت کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کا نام دینے کو اسلام سے مذاق کرنے کے مترادف تصوّر کرتا ہے۔

بنا بریں یہ اجلاس حکومت کو متنبہ کرتا ہے کہ علماء اسلام اور عامۃ المسلمین اسلام کو ہر دوسری چیز سے پیارا اور مقدم سمجھتے اور حکومت پر واضح کرتے ہیں کہ اگر وہ ان مفاسد کی اصلاح بالخصوص عائلی قوانین کو منسوخ کرنے اور حج سے پابندی اٹھانے کا اعلان نہ کرے تو مسلم قوم اور علماء اسلام میں اس کے ردِعمل کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہو گی۔

امریکہ کی مذمّت

جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس امریکی حکومت کے اس جارحانہ رویّہ کے خلاف شدید احتجاج کرتا ہے۔ جو اس نے امن عالم کو تباہ

کرنے کے سلسلہ میں اختیار کر رکھا ہے۔ امریکہ کے صدر جانسن اور ان کے جنگی مشیروں کی بربریت اور امن سوز پالیسی نے دنیا کو عالمی جنگ کے کنارے لا کھڑا کر دیا ہے۔ شمالی ویٹ نام میں انسانیت کو نیست و نابود کرنے کے لئے امریکی درندے جس طرح منہ کھولے بیٹھے ہیں، تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ امریکہ ایشیا بالخصوص مشرق بعید میں جنگ کے شعلے بھڑکا کر یورپ اور امریکہ کی سرزمین کو محفوظ رکھنے کی ناکام کوشش میں مصروف ہے جمعیۃ علماء اسلام امریکہ کے اُن مظالم کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ان مظالم سے باز آئے اور شمالی ویٹ نام کی مظلوم انسانیت پر آگ برسانا چھوڑ دے۔ ورنہ لازم ہے۔ کہ افریشیائی ممالک میں امریکی سامراج کے خلاف جذبات تیز ہوں گے اور افریشیائی ممالک مجبور ہوں گے کہ وہ امریکی مفادات کو پامال کرتے ہوئے امریکہ کے خلاف منظم ہوں اور امریکہ سے ہر طرح کے تعلقات منقطع کر دیں۔

صدر سوئیکارنو اور صدر ناصر کو مبارکباد

جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس انڈونیشیا کے صدر جناب احمد سوئیکارنو کے خلاف حالیہ سازش کو مغربی سامراج کے ہتھکنڈوں کا نتیجہ سمجھتا ہے۔ اور اس سازش کے ناکام ہونے پر صدر سوئیکارنو کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اسی طرح متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر ناصر کے خلاف سازش کو بھی اسی طرح کی ایک کڑی تصور کرتا ہے اور اس کے ناکام ہونے پر صدر ناصر کو مبارکباد پیش کرتا ہے۔

حامی ممالک کا شکریہ

یہ اجلاس ان تمام ممالک کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے بھارتی جارحیت کے دوران پاکستان کی قولاً و عملاً حمایت کی۔ بالخصوص برادر ملک انڈونیشیا جس نے کھل کر بھارتی جارحیت کو چیلنج کیا۔ عوامی جمہوریہ چین جو برابر پاکستان کے موقف کے حق میں آواز بلند کرتی رہی۔ ایران و ترکی جنہوں نے پاکستان کی واضح حمایت کی اور جنہوں نے سلامتی کونسل میں بلا پس و پیش پاکستان کے موقف کا علی الاعلان ساتھ دیا۔ سعودی عرب، عراق و شام جو برابر پاکستان کے برسر حق ہونے کا اعلان کرتے رہے۔ مصر جہاں کی عدالت نے بھارت کے اس دعوے کو رد کر دیا کہ جس کی رُو سے وہ پاکستان آنے والے جہاز کو رکوانا چاہتا تھا۔ اور دنیا بھر کی وہ رائے عامہ جس نے بھارت کو جارح کہا اور پاکستان کو حق پر قرار دیا۔

صحابہ کرامؓ کے خلاف تنقیص اور تحریروں کی ضبطی کا مطالبہ

جمعیۃ علماء اسلام کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقدیس کی حفاظت کو ایک اسلامی فریضہ تصور کرتا ہے اور ملک کے کسی طبقہ کو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ صحابہ کرام کی تنقیص کر کے ان کے مقام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔

جمعیۃ علماء اسلام ابوالاعلیٰ مودودی کے ان بیانات کی شدید مذمت کرتی ہے جو ماضی قریب میں ان کے ناقوس خصوصی "ترجمان القرآن" میں خلیفہ راشد حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت امیر معاویہ فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما حضرت مغیرہ بن شعبہ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف شائع ہوئے ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ "ترجمان القرآن" کے ان پرچوں کو ضبط کر دے۔ جن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان اقدس پر ناروا حملے کئے گئے ہیں اور مسلمانان پاکستان کے مجروح قلوب کو مطمئن کر دے۔

بقیہ: درسِ حدیث

بُری نظر سے دیکھتے ہیں۔ اقوال میں اعتدال سے نکلنا۔ غیبت کرنا بدگوئی بدکلامی دلآزاری جھوٹ دھوکہ غلط اور فحش یا فحش پھیلانے والی گفتگو اور تقریر و تحریر۔ اور افعال میں حد اعتدال سے نکلنا مکروہ حرام تک پہنچتا ہے۔ ان سب خرافات سے بچنا ہی اسراف سے بچنا ہے۔ اور تواضع نہ ہونا غرور ہے دوسروں پر فخر کرنا۔ جس سے غریب لوگوں کی توہین بلکہ بعض دفعہ بڑوں کی بھی توہین ہو جاتی ہے۔ اس لئے ان دونوں سے بچنا ضروری ہے چونکہ یہاں حدیث و آیت میں پہلے کھانے پینے کا ذکر ہے۔ اس لئے خصوصیت سے کھانے پینے کی صورتوں میں اسراف و غرور سے بچاؤ سخت ضروری ہے۔ آج کل جو میزوں پر کھڑے کھڑے کھانا کھانے کا یا میز کرسی پر کھانے کا رواج ہو رہا ہے۔ غور کیجئے۔ یہ حد اعتدال سے نکل کر اسراف میں آ رہا ہے۔ اور غرور تو ظاہر ہے۔ اور خیرات کرنے میں فخر و نمود و نمائش گناہ اور اتنا خیرات کر دینا کہ جن کا فرض ہے۔ ادا نہ کر سکیں گناہ ہوگا۔ لیکن یہ دونوں باتیں اسراف و غرور سر قول و فعل میں مہلک ہیں اس لئے ان سے بچنا زندگی کی عمدگی کا زریں اصول۔ ہے۔

اطلاعات و اعلانات

وضاحت

جناب مکرم و محترم جناب ایڈیٹر "خدام الدین"

السلام علیکم۔ بعد سلام مسنون کے گذارش ہے کہ ہفتہ وار "خدام الدین" ۴ فروری ۱۹۶۶ء کے صفحہ ۱۸ کالم ۱ پر ایک اشتہار بعنوان "خوشخبری" پڑھ کر بے حد افسوس ہوا۔ کہ جامعہ سلیمانیہ سیرانیہ رحیم یار خاں میں پندرہ شوال سے داخلہ شروع ہو رہا ہے۔ اصل حقیقت سے تو اہل شہر ہی واقف ہیں کہ اس ادارہ کی حقیقت کیا ہے۔ مگر اس کے مہتمم صاحب نے آپ کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھا کر ایک اشتہار آپ کے نام ارسال کیا تاکہ علماء دیوبند کے متعلقین کو بھی کسی طرح اس ادارہ کے نام پر گمراہی کی راہ پر چلا سکیں۔ یہ ادارہ اگرچہ فی الحال موجود بھی نہیں ہے (کیونکہ کئی سال سے اس ادارہ کے نام پر چندہ بھی اکٹھا کیا جاتا ہے۔ مگر طالب علم کوئی بھی نظر نہیں آتا) دوسرے یہ گذارش ہے کہ ادارہ بریلوی مکتب فکر رکھنے کے باوجود عیسائی کیتھولک مشن سے امداد بھی لے رہا ہے اس کی حقیقت آپ کو اس اشتہار سے کھل جائے گی۔ جو آپ کو ارسال کیا جا رہا ہے۔ اور اگر مزید تحقیق کی ضرورت ہو تو صدر ضلع جمعیت علمائے اسلام مولانا غلام ربانی صاحب سے معلوم کر سکتے ہیں۔ (نوجوانان شہر رحیم یار خان)

ضروری تصحیح

خدام الدین ۱۱ر فروری ۶۶ء کے صفحہ ۸ کے تیسرے کالم کی آخری سطر کے اس فقرہ کو اس طرح پڑھا جائے "جواب میں ارشاد فرمایا کہ لقمۂ حلال کا التزام کرو" (ادارہ)

انتقال پُرملال

جامعہ رشیدیہ منٹگمری کی انجمن کے صدر شہر کے معروف تاجر مشہور مخیر بزرگ حاجی شیخ فیروز دین صاحبؒ ۲۵ر جنوری کی رات دفعۃ حرکتِ قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے۔ آہ مرحوم نہایت بزرگ اور متعدد مساجد کے بانی مختلف مدارس اسلامیہ کے سرپرست معاون اور اچھے تاجر تھے۔ جامعہ رشیدیہ منٹگمری کے تعزیتی اجلاس میں مرحوم کیلئے مغفرت اور آپ کی خدمات ملی کو سراہا گیا اور پسماندگان سے تعزیت کی گئی۔

افتتاح

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۶۶ء بمطابق ۲۷ شوال ۱۳۸۵ھ بروز ہفتہ نماز عصر کے بعد اپنے مبارک ہاتھوں سے مدرسہ حنفیہ تعلیم القرآن مسجد لوہاناں محلہ سنجرانوالہ پرانا شیخوپورہ کا افتتاح فرمائیں گے۔

- اسی دن حضرت مولانا مدظلہ العالی چوہڑکانہ منڈی بھی تشریف لے جائیں گے۔
- نماز عشاء کے بعد حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی خطیب جامع غلام محمد آباد لائلپور عوام سے خطاب فرمائیں گے
- مستورات کے لئے پردہ کا انتظام ہوگا۔

الداعی الی الخیر

ماسٹر عبدالرحمٰن لدھیانوی صدر انجمن اصلاح المسلمین شیخوپورہ

★

بچوں کا صفحہ

فضول خرچی کا انجام

فضل احمد تبسم - کالاباغ

عزیز بچو! آج ہم تمہیں ایک ایسی کہانی سنا رہے ہیں۔ جو تم سب کے لئے مفید اور سبق آموز ہے کسی شہر میں ایک بہت ہی غریب آدمی رہتا تھا۔ جو جنگل سے لکڑیاں وغیرہ کاٹ کر اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا گزارہ کیا کرتا تھا۔ اس شخص کو اللہ تعالےٰ نے دو چاند سے بیٹے بھی عطا کئے تھے۔ جب یہ لڑکے کچھ بڑے ہو گئے۔ تو انہوں نے بھی اپنے باپ کے کام میں ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔ روزانہ اپنے باپ کے ساتھ جنگل کی طرف نکل جاتے۔ اور تینوں باپ بیٹے شام کو اپنے سروں پر لکڑیوں کے گٹھے اٹھا کر شہر آتے۔ پھر یہ لکڑیاں بیچ کر گھر کا سامان خرید لیتے۔ اور رات آرام کرنے کے بعد دوسرے دن پھر حسب معمول اپنا کام شروع کر دیتے۔

باپ بیٹوں کے اتفاق اور مل کر کام کرنے کی وجہ سے اللہ میاں ان پر بہت خوش ہوئے۔ اور جلد ہی ان کے دن پھر گئے اب باپ نے ایک چھوٹی سی دکان نکال لی۔ اور بچوں کو سکول داخل کرا دیا۔ تاکہ کچھ پڑھ لکھ کر قوم کی خدمت کر سکیں۔ اب دو بھائی روزانہ صبح اٹھ کر نماز سے فارغ ہو کر جنگل کی طرف جانے کی بجائے سکول جانے لگے۔

ان دونوں بھائیوں کو سکول جانے سے پہلے جیب خرچ کا ایک ایک پیسہ ملا کرتا۔ پہلے زمانے میں پیسے میں بڑی برکت تھی۔ دونوں بھائی گھر سے پیسہ پیسہ لے کر بہت خوش ہوتے۔ بڑے بھائی کی یہ عادت تھی۔ کہ پیسہ لے کر جب سکول جاتا۔ تو اپنا بستہ سکول رکھتا۔ اور پھر باہر آ جاتا۔ سکول کے ساتھ ایک چھولے والا کی دکان تھی۔ یہ پیسے کے چھولے لے کر کھا جاتا۔ مگر چھوٹا بھائی ایسا نہیں کرتا تھا۔ اس نے کبھی بھی اپنے پیسے کے چھولے نہیں کھائے بلکہ یہ روزانہ اپنا پیسہ سکول کی اس چھوٹی سی صندوقچی میں ڈال دیتا۔ جو وہاں غریب اور نادار بچوں کی امداد کے لئے رکھی رہتی تھی۔ شریف اور خدا ترس بچے روزانہ اس صندوقچی میں پیسے ڈالتے۔ اور کچھ دن بعد جب یہ صندوقچی پیسوں سے بھر جاتی۔ تو اساتذہ اس کو کھول لیتے۔ ان جمع شدہ پیسوں سے یتیم اور نادار بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جاتا۔ کسی کے کپڑے نہ ہوتے۔ تو اسے انہیں پیسوں میں سے خرید دئے جاتے۔ کسی کا جوتا نہ ہوتا۔ تو بھی پیسے خرچ کئے جاتے۔ غرض ان بچوں کی ہر قسم کی امداد انہیں پیسوں سے کی جاتی۔ جو بچے اس صندوقچی میں پیسے ڈالتے تھے۔ سکول کے استاد اور دوسرے لڑکے انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آوارہ اور فضول خرچ لڑکوں کو ہر وقت برا بھلا کہتے یہ تو تھی چھوٹے بھائی کی کہانی!

اب بڑے بھائی کا حال بھی سن لیجئے۔ کہ روزانہ چھولے کھانے سے اس کی یہ عادت پھر کبھی نہ چھوٹ سکی۔ کچھ دن تک تو بڑا بھائی پیسے پیسے کے چھولے کھا کر گزارہ کرتا رہا۔ مگر جب چھولے کھانا اس کا معمول بن گیا۔ تو اس نے پیسے کی بجائے دو پیسے کے چھولے کھانے شروع کر دیئے۔ اسے گھر سے تو پیسہ ہی ملا کرتا تھا۔ اس لئے اس نے ایک پیسہ چھولے والے کے ساتھ ادھار کرنا شروع کر دیا۔ کچھ دنوں بعد جب چھولے والے کے کافی پیسے ہو گئے۔ تو اس نے مانگنے شروع کر دیئے۔ مگر اس کے پاس ہوتے تو دیتا۔ بالآخر ایک دن جب یہ بستہ لے کر سکول آ رہا تھا۔ چھولے والے نے اس سے بستہ چھین لیا۔ اور کہا کہ پیسے دو گے۔ تو بستہ دوں گا۔

وہ بہت شرمندہ ہوا۔ چھوٹا بھائی بھی اس کے ساتھ۔ اس نے بھی اسے برا بھلا کہا۔ کہ دیکھو! اگر تم فضول خرچی نہ کرتے۔ اور اگر چھولے کھانے ہی تھے۔ تو ایک پیسے کے کھا لیتے۔

بڑا بھائی شرم کے مارے زمین میں گڑا جا رہا تھا۔ اس دن اس نے اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ پڑھ کر گزارہ کر لیا۔ مگر جب گھر پہنچا۔ تو ماں اور باپ نے بستہ پوچھا۔

مجبوراً ساری داستان سنانی پڑی۔ باپ نے اس کی خوب مرمت کی۔ اور پھر چھولے والے کو پیسے دے کر بستہ واپس لے گئے۔ ساتھ ہی ساتھ ہی ساتھ جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ ان کا چھوٹا لڑکا اپنا پیسہ سکول میں غریبوں اور ناداروں کے لیے رکھی ہوئی صندوقچی میں ڈالتا رہا۔ تو وہ اس کی ہمدردی پر بہت خوش ہوئے۔ اور اس کی عزت ماں باپ کی نظروں میں بڑھ گئی۔

اب بڑے بھائی کے ہوش و حواس بھی درست ہو گئے تھے۔ اس کے بعد اس نے کبھی فضول خرچی نہ کی۔ بلکہ جو کچھ گھر سے ملتا۔ پس انداز کر لیتا۔ اور اس طرح دونوں بھائیوں کا مستقبل شاندار ہو گیا۔

دیکھا بچو فضول خرچی کا کیا انجام ہوا۔ ہر طرف سے لعنتیں اور ملامتیں ہوئیں۔

پیارے بچو! تم کبھی فضول خرچی نہ کرنا فضول خرچی کرنے والوں پر اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوتے ہیں۔ فضول خرچی کا انجام بہت برا ہے۔ اللہ تعالےٰ فضول خرچی کرنے والوں پر لعنت فرماتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے نیک کاموں کی کوشش کرو۔ بری صحبت میں بیٹھنے سے بچو نماز پابندی سے پڑھو ماں باپ کی عزت کرو جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو اور سچ بولنے کے عادی ہو۔

اگر تم نے نیک کام کئے تو دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی جزا دے گا۔ اور آخرت میں بھی ان کاموں کے صلہ میں جنت میں جگہ ملے گی

میں مسلماں ہوں

سب سے مل کر رہ | کیوں نہ اچھا بنوں
ہر بدی سے ب | راہ سیدھی چلوں
میں مسلماں ہوں

کام جو ہو برا | جھوٹ چوری دغا
دور اس سے رہوں | جس سے رب ہو خفا
میں مسلماں ہوں

اس سے خوش ہو گا رب | جانتا ہوں میں جب
کیوں نہ دل سے کروں | پھر بڑوں کا ادب
میں مسلماں ہوں

جن کا ہوں امتی | اپنے پیارے نبیؐ
کیوں نہ عاجز کروں | ان کی میں پیروی
میں مسلماں ہوں

ایم عاجز

۱۰ر فروری ۱۹۶۶ء

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷ نمبر

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵
چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۱۷ر ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۶۷-۲-۹ DD مورخہ ۲۴-اگست ۱۹۶۴ء

گلدستہ احادیث نبوی

مرتبہ حضرت مولانا الحاج مولوی احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا ارشاد فرمایا ہے۔ صحابہ کرام نے حضور انور کو دیکھا۔ آپ کے ارشادات سنے۔ آپ کے افعال کا مشاہدہ کیا اور آپ کا اتباع کر کے رضا الٰہی کا تمغہ حاصل کیا اور جنت میں جا پہنچے۔ موجودہ علوم میں سے جو علم آپ کے اقوال و افعال کا ترجمان ہے۔ وہ علم حدیث ہے جو شخص اسوۂ حسنہ نبویہ کو معلوم کرنا چاہے۔ وہ علم حدیث کے بغیر معلوم کر ہی نہیں سکتا گلدستہ صد (۱۰۰) احادیث نبویؐ میں مختلف مضامین کی سو حدیثیں جمع کی گئی ہیں اور وہ فقط بخاری شریف اور صحیح مسلم سے انتخاب کی گئی ہیں۔ کسی حدیث کا متن اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے۔ تاکہ مسلمان بآسانی یاد کر سکیں اور ان احادیث پر انسان عمل کرے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے نجات یقینی ہے۔ مقامی حضرات کو مجلد ۸ کے مل سکتی ہے۔ باہر سے وصول ہونے پر بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور



عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلد قسم سوم	مجلد قسم دوم	مجلد قسم اول
مکینیکل گلیز کاغذ	کرنافلی سفید کاغذ	آفسٹ پیپر
۸/- روپے	۱۲/- روپے	

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

ایجنٹ حضرات کو

ماہ جنوری کے بل روانہ کر دئیے گئے ہیں براہ کرم رقم فوراً روانہ فرمائیں۔ بعض حضرات کے نام سابقہ رقومات بھی ہیں انہیں چاہیے کہ فوری جملہ حساب بیباق کر کے ادارہ کو مالی مشکلات سے نجات دلائیں (ادارہ)

ملفوظات طیبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

نیا ایڈیشن چھپ کر آ گیا ہے

ہدیہ رعایتی ۲/۰۰ روپے۔ محصولڈاک ایک روپیہ۔ کل تین روپے بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسال خدمت ہو گی۔

ملنے کا پتہ
دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا